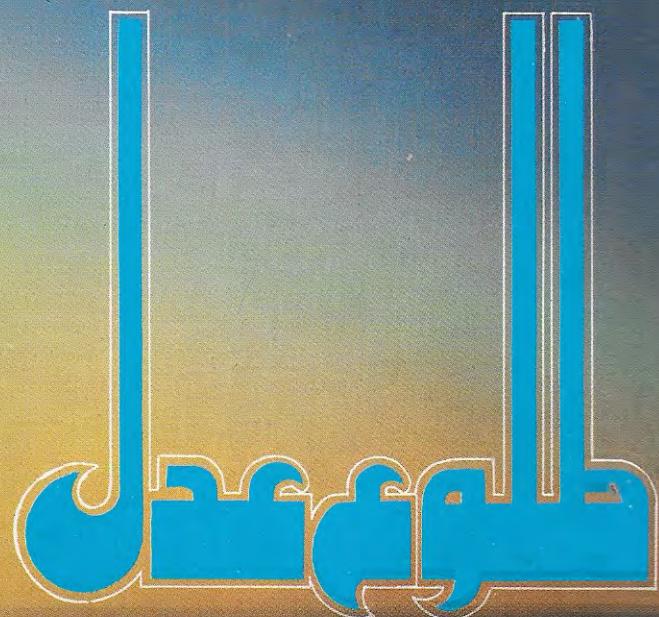


الْمُتَّهَجِّر

شَعْبَانُ الْمَعَظِيمُ سَنَة١٤٢٣

خُصُوصِي شُمَارِه



حضرت امام مردی علیہ السلام
کاظم اور رحیم۔

یقیناً اعلم و یور جبروں استبداد کا خاتمه ہو گا
عدل و انصاف کا سورج طی نوع ہو گا۔

ہار شعبان روز ولادت امام مردی مبارک ہو۔

وَبِذٰلِکِلِ الْمَكْلُومُهُ کُلُّا

حضرت ولی عصر قطب عالم امکان بستگر زمین وزمان، خلیفہ رحمان حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ہر ایک نے نذر انہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ذیل میں اہل سنت کے چند خوش قسمت اور خوش توفیق صوفی اور عالم کے اشعار پیش کر رہے ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے سب ہی حضرت ولی عصر علیہ السلام کے والد و شیفتہ ہیں اور ہر ایک ان کے ظہور پر نور کا انتظار کر رہا ہے۔ خدا کرے وہ حسین منظر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ آئینے

مصطفيٰ ختم رسول شد در جهاد	مرتضیٰ ختم ولايت در عیال
جمله فرزند ان حسید راولیا	جمله یک لوزند حق کرد ایں ندا
صد هزار ان اولیا روتے زمین	از خدا خواهند مهدی را لقین
یا الٰہی مہدیم از غیب آر	تا جہان عدل کر ده آتشکار
مہدی ہادی است تاج القیا	بہترین خلق بر ج اولیا
ای ولای تو معین آمدہ	بر دل وجہ نہا ہمہ روشن شدہ
ای تو ختم اولای ایں زمان	وزہمہ معنی نہانی حب ان جان
ای تو ہم پسیدا و پنهان آمدہ	بندہ عطارت ثنا خواں آمدہ

حضرت محمد مصطفیٰ خاتم پیغمبر اے ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ خاتم ولایت ہیں۔

حضرت علی کے تمام فرزند اولیا ہیں۔ خدا نے کہا کہ سب ایک ہی نور سے ہیں۔

(بارہ اماموں کا تذکرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں)

روتے زمین پر هزاروں اولیا خدا کی بارگاہ میں حضرت مہدی کے ظہور کی دعائیں کر رہے ہیں۔

خدا یا ہمارے مہدی کو ظاہر کر دے تاکہ دنیا عدل سے بھر جائے۔

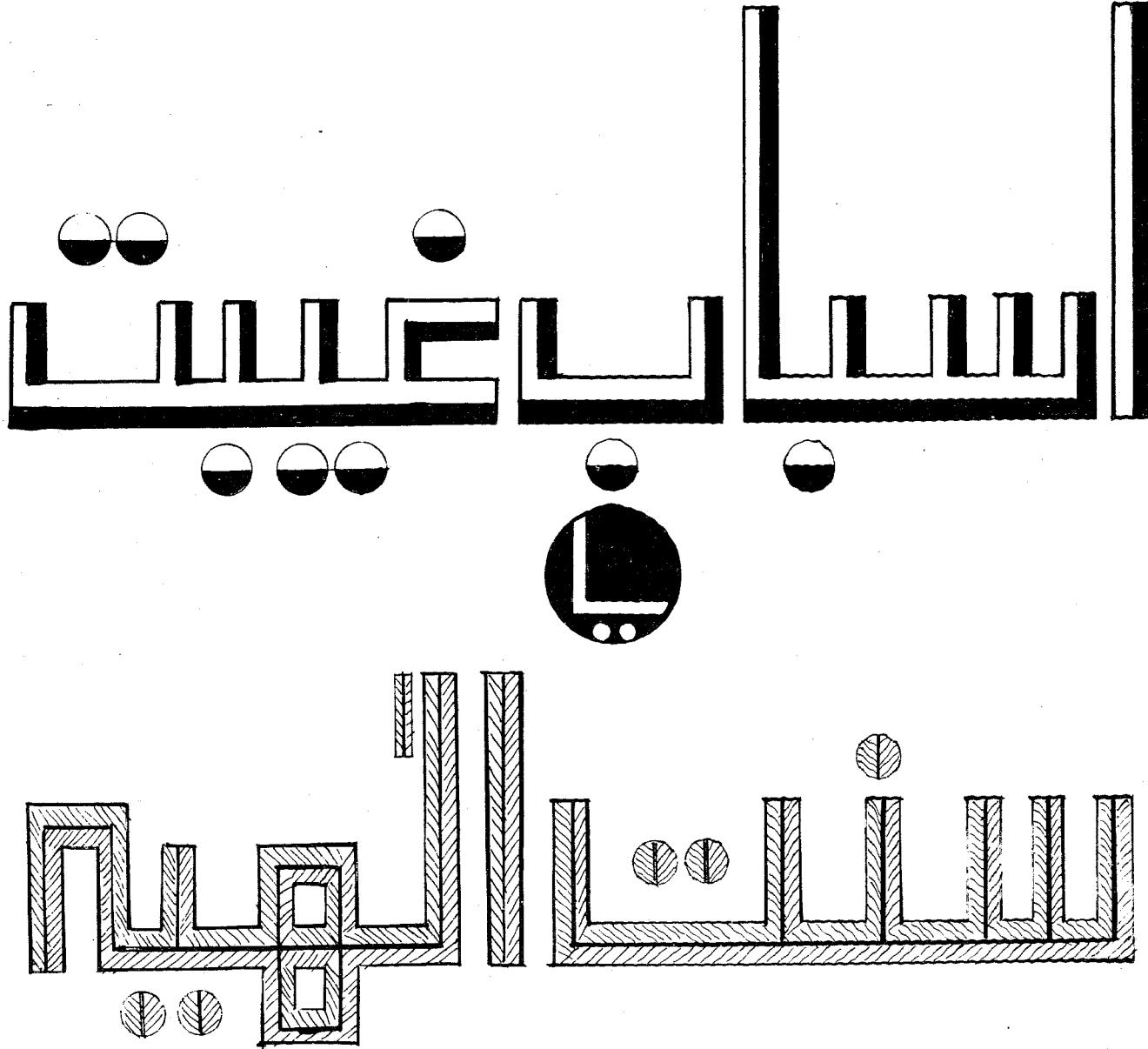
حضرت مہدی ہدایت کریوالے ہیں پر بیزگاروں کے سرکانا ج ہیں اور دنیائے ولایت کی بہترین مخلوق ہیں۔

آپ کی ولایت و محبت واجب ہے ہر ایک دل و جان پر فرض ہے۔

اس وقت آپ ہی خاتم اولیا ہیں اور تمام معانی اور جان کی طرح غیبت میں ہیں۔

آپ ظاہر بھی ہیں اور پوشیدہ بھی اور آپ کا غلام عطاء آپ کا شanaxواں ہے۔

(از بزرگ مرتبہ صوفی شیخ فرید الدین عطار (مقتول۔ ۶۲۷) (مثنوی مظہر الصفات)



ایہم السلام میں صرف امام ہدی علیہ السلام نے بھی غیبت کیوں اختیار رکھی۔؟
چونکہ ہم اس وقت حضرت کی غیبت محسوس کر رہے ہیں اس لئے یہ رخاں
کرتے ہیں کہ غیبت صرف آپ ہی سے مخصوص ہے۔ جبکہ ہرگز ایسا نہیں ہے
انہیاں کرام علیہم السلام نے بھی غیبت اختیار کر دی۔ جناب ابراہیم، جناب اوریں،
جناب موسیٰ علیہم السلام کا نام ایسا جا سکتا ہے۔ خود ہمارے بھائی کریم صلی اللہ علیہ و آله
نے غیبت اختیار کی ہے۔ جب تک شب ایسا طالب میں محصور ہے علی طور پر لوگوں
سے دور رہے۔ جب کہ کمر سے درینہ منورہ ہجرت کر رہے تھے تو کئی دن تک
غاریں رہے اور لوگوں کی نیکا ہوں سے پوشیدہ رہے۔ اگر مخصوص علیہم السلام
میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مسلم قید و نہاد کی زندگی گزارتے رہے۔
بقول شاعر ”مولانا انتہا اسیہری گذر گئی“

زندان میں جوان دپسیہری گذر گئی“ جب قید خانہ میں تھے
تو لوگوں کی نیکا ہوں سے او جعل تھے اور ان تک رسائی ممکن نہیں تھی۔
اس کے علاوہ حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کی زندگی کا اکثر
 حصہ اس طرح گذرا کہ لوگوں کی رسائی آپ حضرات تک بکار رکھیں تھیں بلطفہ
وقت نے آپ حضرات کو نہایت حصار میں رکھا تھا۔ اس سے یہ بات بالکل واضح

ایسا نہیں ہے کہ حضرت امام ہدی علیہ السلام نے اچانک غیبت
اختیار کی ہو۔ اور غیر متوقع یات رونما ہو گئی ہو جس کے لئے لوگ تیار نہ رہے
ہوں۔ اگر ہم اس سلسلہ میں روابطوں کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت بالکل صاف
اور واضح ہو جاتی ہے کہ شروع ہوتے سے حضرت امام ہدی علیہ السلام کے ذکر سے
کہ ساتھ رہا تھا آپ کی غیبت کا بھی ذکر ہے۔ اس ذکر کی اس مستدر تحریک ار
کی گئی ہے کہ حضرت امام ہدی علیہ السلام کے تصور کے ساتھ ساتھ آپ کی غیبت
کا بھی تصور قائم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت بنجی کریم صلی اللہ علیہ و آله
زمانے میں صحابہ کام اکثر یہ سوال کرتے تھے کہ ”جب امام غیبت میں رہیں گے تو
لوگ ان کے بعد سے کس طرح فائدہ اٹھائیں گے؟“ تو بنجی کریم صلی اللہ علیہ و آله
یہ جواب دیتے تھے ”لوگ اسی طرح استفادہ کریں گے جس طرح بدیوں کی
اوڑیں رہنے والے سورج سے استفادہ کرتے ہیں،“

امام زمانہ عجل کے لئے غیبت مخصوص نہیں

یہ سوال بار بار دہرا جاتا ہے کہ انہیاں سے کرام اور اگر مخصوص ہیں

ہو جاتی ہے کہ غیبت صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ذات گرامی سے
محصور نہیں ہے۔

غیبت کا سبب

پیشیم کرتے ہیں کہ غیبت کے سبب میں

حضرت امام مہدی علیہ السلام تھا نہیں میں لیکن

سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کی وجہ کیا ہے؟

اس سلسلہ میں جس قدر باتیں بیان کی جاسکتی ہیں یہ باتیں روایات کی
روشنیاں بیان کر رہے ہیں۔ تاکہ دل علمائے ہو اور ایسا ہے میں اضافہ ہو۔

خدائی راز

بعض روایتوں میں امام عصر علیہ السلام کی غیبت کو

”سر اہلی“ قرار دیا گیا ہے۔

”عبداللہ بن فضل الہاشمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرمائے

ہوئے رہنا! — بشک صاحب امر کے لئے غیبت ضروری ہے۔ جس میں

ہر فاسق عقیدہ انسان بشک و شبه میں بدلنا ہوگا۔

میں نے عرض کیا۔ غیبت کیوں اختیار فرمائیں گے؟

فرمایا! ایک ایسی بات کے لئے جس کے بیان کرنے کی بھی اجازت

نہیں!

..... اے فضل! یہ غیبت خداوند عالم کے امور میں سے ایک امر ہے

اور ایڈ کے راز ہائے مرتبہ میں سے ایک راز ہے اور خدا کے غیبت میں ہے

ایک غیب ہے — اور جب ہیں یہ معلوم ہے کہ خداوند عالم حکیم ہے اور ہم

نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے کہ اس کے تمام افعال میں حکمت ہوتی ہے۔

گرچہ اس کی وجہ ہمارے لئے ظاہر نہ ہو!

(علال الشراط ج ۱ ص ۲۶۳ - ۲۸)

جب غیبت حضرت ولی عصر عبد ایک راز ہے تو اگر اس کی اصل وجہ
سب کو معلوم ہی ہو جائے تو اگر اس کی اصل وجہ
ہم اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے جب تک اس کی اصل وجہ اور حکمت ہمیں
معلوم نہ ہو جائے تو یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی یہ کہ ہم اس وقت تک
ماز نہیں پڑھیں گے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ رکعتوں کی وجہ اور حکمت کیا ہے؟

ظہور کے بعد

غیبت واقعی حکمت اشارہ اللہ ظہور کے بعد

ظاہر ہوگی۔ جب جناب خضر علیہ السلام اور

حضرت موسی علیہ السلام سفر کر رہے تھے۔ تو جناب خضر علیہ السلام نے جو غیر معمولی

کام انجام دینے اس کی وجہ فرما ہی حضرت موسی علیہ السلام کے لئے ظاہر نہیں

ہو گئی بلکہ اس وقت ظاہر ہوئی جو بھی ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔

(بخار الازوار ج ۵۲ ص ۹۱)

قتل کا خوف

متعدد روایتوں میں مختلف ائمہ مصوّبین

علیہم السلام سے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی غیبت کی
ایک اہم وجہ حضرت کا قتل ہے۔ اگر ان حالات میں حضرت ظاہر ہو جائیں تو
قتل کر دیتے جائیں گے۔ چونکہ حضرت سلسلہ رشد و بدایت کی آخری کوشی ہیں
اس لئے حضرت کو صحیح قیامت تک زندہ رہنا ہے۔ یہ روایتیں حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ، حضرت امام باقر، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام مومنی کاظم
حضرت امام علی رضا، حضرت امام حسن عسکری اور خود حضرت جعیت علیہم السلام سے
نقل ہوئی ہیں۔ ”اگر ان کو پہچان لیں تو تکڑے طکڑے کر دیں“ ۔

(غیبت طوسی ص ۲۲۳ - بخاری ج ۵۲ ص ۹۸)

قتل کے خوف سے لوگوں کی نکاہوں سے پوشیدہ ہو جانا یا ان کی بستے
سے نکل جان عقل کا فیصلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب موسی علیہ السلام کو قتل کرنے
کی باتیں ہونے لگیں تو جناب موسی علیہ السلام شہر ھجور کر ”مدین“ چلے گئے۔
اور کافی عرصہ تک اپنی قوم کی نکاہوں سے غائب رہے۔ اسی طرح جب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش ہونے لگی اور کفار مکہ نے آپ کے
کھر کو گھر لیا تو حضرت کہ مکرم سے نکل کر غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ اگر اسی وقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت اختیار نہ کرتے تو یقیناً قتل کر دیتے جاتے۔
اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچا لیا تو بزرگی ہے اور نہ شہادت کی سعادت
سے فرار ہے۔ بلکہ ایک عظیم مقصد کے لئے اپنی جان کی حفاظت ہے۔ اور وہ دین
خدا کی ترویج و اشاعت ہے اسی طرح حضرت جعیت علیہ السلام نے
بھی غیبت اختیار کی ہے۔ آپ کے قتل کی بار بار کوشاںیں کی گئیں۔ بار بار لجے
دستے آپ کے کھر پر تھیجے گئے۔ میں لش کھر کا حصار کیا گیا..... خداوند عالم نے
ایک عظیم کارنامہ کے لئے حضرت کو قتل سے محفوظ رکھا ہے۔ اور وہ ہے دنیا
میں عدل و انصاف کا قیام، ظلم و جور اور جبرداستیاد کا خاتمہ۔

ازماں

نبیا اور ائمہ علیہم السلام کے کام میں ہمیشہ وہ
افراد رکاوٹ بنتے رہے ہیں جو بظاہر تو حلقة بکھش
تھے لیکن ان میں عزم و حوصلہ، جرأت و شجاعت ہمیں تھی۔ یہ افراد مقصود یہ
نظر رکھنے کے بجائے اپنے ذات مفاد کو زیادہ پیش نظر رکھتے تھے۔ اس کا اثر
یہ ہوتا تھا کہ عین کامیابی کے موقع پر یہ لوگ ساتھ پھر و رُدیتے تھے۔ اور اپنے
مفاد کا پر جیم بلند کر دیتے تھے۔ آپ اور آپ کا پروردگار جنگ کریں ہم تھیں بیٹھے تھیں
کے ۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقة بکھشوں میں بھی ایسے افراد
تھے جو اپنے کو رکھتے تھے۔ آپ اور آپ کا پروردگار جنگ کریں ہم تھیں بیٹھے تھیں
کرتے تھے جنگ احمد ایک اور شکر اسما ماریں کی دوسری مثال ہے۔
حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسے ہی لوگ تھے۔ انھیں لوگوں کی بنابر اصفین
کی جیتی ہوئی جنگ حکیمت میں تبدیل ہو گئی۔

ان باتوں کو نظر میں رکھتے ہوئے حضرت ولی عصر علیہ السلام کی غیبت کی
ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ ”حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔
خدار اخدار اپنے دین کا خیال رکھنا۔ کوئی تم کو دین سے دور نہ کر دے۔
صاحب امر کے لئے غیبت ضروری ہے..... اور یہ خدا کی ایک ازماں

عبدالسلام کا ارشاد گرامی ہے ”یقین جانور میں کبھی محنت خدا سے خالی نہیں رہتی۔ لیکن خداوند عالم مخلوقات کے فلم و جور اور مسلسل گنہوں کی بنا پر محنت کو ان سے پوشیدہ کر دیتا ہے“ ۱

(بخار ۵۱/۱۱۲ - مکیال المکارم ۱/۱۳۲)

خود حضرت محنت علیہ السلام نے جناب شجر مفید علیہ الرحمہ کے نام جو توقع ارسال فرمائی ہے اس میں من جملہ مسائل کے ساتھ یہ بات بھی بیان فرمائی ہے ”اگر ہمارے چاہئے والے (خدا ایکس اطاعت کی توفیق عطا کرے) ایک دل ہو کر اپنے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے تو ہماری بارکت ملاقات میں تاخیر نہ ہوتی اور ہمارے دیدار کی سعادت کا شرف جلدی فضیب ہوتا۔ حق کے معرفت کے ساتھ اور ہماری تصدیق کے ساتھ جو چیز ہمیں ان سے درکے ہوئے ہے وہ تایید نہیں ہے جو ہم تک پہنچتی ہیں جس کی ہمان سے توقع نہیں رکھتے۔ اور خدا امرد کرنے والا ہے“ ۲

(الحجاج طرسی ۲۲۵/۲ - مکیال المکارم ۱/۱۳۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کی غیبت کا سبب ہمارے اعمال ہیں۔ یعنی ہم خود ہیں۔ اور جب ہم خود سبب غیبت ہیں تو حضرت کے ظہور کے لئے ہم کو کام کرنا ہے اور ان تمام بالوں سے کہنا رکھتی کرتا ہے جن کے سبب ہم حضرت سے در بھوگے ہیں۔

پوشیدہ اماں میں

غیبت کا ایک سبب وہ مونن امانتیں ہیں جو کافروں کے صلب میں ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا حضرت علی علیہ السلام نے ابتدائی دور میں جنگ کیوں نہ کی۔ فرمایا، قرآن کریم کی ایک آبیت کی بنا پر اور وہ آبیت یہ ہے۔ (اگر یہ لوگ الگ ہو جاتے تو ہم کفار کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے) (فتح ۲/۲۵) راوی نے دریافت کیا، الگ ہو جانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، اس سے مراد وہ مونن امانتیں ہیں جو کافروں کے صلب میں ہیں۔ اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب یہ امانتیں ظاہر نہ ہو جائیں...“ (علل الشرائع ۷/۶۲۱ - اکمال الدین ۹/۶۲۱ - بخار ۵۲/۱۳۲)

افشا اور ازا

بعض سادہ لوح افراد اپنی سادگی کی بنا پر ایسی باتیں ظاہر کر دیتے ہیں جو نہایت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ جس کو یہ افراد سمجھتے ہیں پاٹے۔ اس وقت ہر چاہیے والا حضرت محنت علیہ السلام کے دیدار کے لئے ہیں ہے۔ صحیح و شام حضرت کی زیارت کا انتظار کر رہا ہے۔ اگر ان حالات میں لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت کہاں ہیں تو عجب نہیں کہ سادہ لوح افراد دوسروں کو بھی پتہ بتا دیں اور اس طرح حضرت کی جان کا خطہ پیدا ہو جائے۔ ایک ردایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا...: زیادہ جلدی نہ کرو۔ خدا کی قسم ظہور نہ تذکر کرو گی تھا لیکن لوگوں نے اس راز کو فاش کر دیا تو خدا نے اس میں تاخیر کر دی...“ (بخار ۵۲/۳۸۹)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد کچھ لوگوں نے حضرت

ہے جس کے ذریعہ خداوند عالم اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے“
(میکال المکارم ج ۱ ص ۱۲۶ - ۱۲۷)

یہ دور آزمائش کا دور ہے دیکھتا ہے اپنے امام کی غیبت میں کون دین پر فائدہ رہتا ہے، کون واقعہ دین کے لئے کام کرتا ہے، کون ہے جو امام علیہ السلام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کرتا ہے، کون ہے جو ان کا تذکرہ لوگوں کے دلوں میں زندہ رکھتا ہے اور لوگوں کو ان کا منتظر قرار دیتا ہے۔

غلبہ حق

ابت تک کچھ اس طرح ہوتا آیا ہے کہ نژاد نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا۔ فرعون نے حضرت موسیٰ کو مصر سے نکالا۔ یہودیوں نے اپنی دلست میں حضرت عیسیٰ کو دار پر چڑھایا، مشکین مکرنے حضرت رسول اللہ کو مکر سے نکلنے پر غبیر کیا۔ امتن نے حضرت علی علیہ السلام کو مسلم الشہوت حق سے محروم رکھا۔ حضرت فاطمہ زہراؓ کا حق غصب کی۔ امام حسین کو قتل کی۔ امام موسیٰ بن جعفرؑ کو قید کیا امام علی نقی اور امام حسن عسکرؓ کو نظر بند رکھا..... یعنی باطل اپنا کام کرتا رہا اور صاحبان حق آزادی سے محروم رہے جس کے تجھے میں آزادی سے کام کرنے کے موقع فسراہم نہ ہو سکے۔ کسی بھی یا امام کو بھرپور آزادی سے بیٹھ دین کرنے کا موقع نہیں بلکہ اس کا واضح اثر یہ ہوا دنیا میں عدل والاصفات عام نہ ہو سکا اور ظلم و جور اور جس بد داستباد کا خاتم نہ ہو سکا اور آج تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ اگر حضرت محنت امام جہدی علیہ السلام ظاہر ہوتے تو وہ بھی اپنے آبائوں کی طرح آزادی سے محروم رہتے۔ خداوند عالم نے اس لئے حضرت علی علیہ السلام کو غیبت عطا کی تاکہ کسی ظاہر کا آپ پر تسلط نہ ہو اور آپ پوری آزادی کے ساتھ دنیا کی نشر و اشتاعت کر سکیں۔ اور تمام حدد را حکام خداوند کو نافذ کر سکیں۔ پوری دنیا میں عدل والاصفات عام کر سکیں اور چچہ چپے ظلم و جور سے یاک کر سکیں۔ اس لئے لذوری ہے کہ آپ ہر ایک پر غالب ہوں اور کسی کو بھی آپ پر تسلط حاصل نہ ہو۔ حضرت علی علیہ السلام، اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایتوں میں یہ جملہ ملتا ہے۔ ”جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہو گا کسی کو بھی ان پر تسلط حاصل نہ ہو گا“ ۳

(۱ اعلام الوری ص ۳۰۰ - بخار ۱/۵۱ - ۱۲۲/۴۰)

اس بات کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے اعوان والنصار ایسے نہ قلب اور جو یہ حوصلہ ہوں جو کسی باطل سے خوف زدہ نہ ہوں اگر کسی حاکم سے مروعہ نہ ہوں دنیا کی رنگینیوں سے متأثر نہ ہوں اور ہر اس چیز سے بے نیاز ہوں جو حق کی نصرت سے روک سکتی ہو۔

ہمارے اعمال

حضرت محنت علیہ السلام کی غیبت کا ایک سبب خود ہمارے اعمال ہیں۔ ہمارے ناپسندیدہ اعمال، گناہ، بری عاذبیں، سورا اخلاق، باہمی ردا بیط، دنیادوستی، دین یا بزرگاری..... خلافات پرستی، رسم و رواج کی احکام خدا سے زیادہ پابندی..... فاسد لڑپر کی طلب، معارف اہل بیت سے دوری یہ وہ باتیں ہیں جس نے امام علیہ السلام کو ہم سے دور کر دیا ہے۔ حضرت عسلی

سے ان کے نام اور جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔ جواب کیا؟ ”اگر نام بتاؤ گے تو وہ اس کو عام کر دیں گے اور اگر ان کو جگہ کا علم ہو جائے گا تو دوسروں کو بتا دیں گے۔“ (کافی (۳۲۳۰)

حکم خدا

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ خداوند عالم کا کوئی حکم کوئی فیصلہ مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ ہربات مصلحت کی آئندہ دار ہے۔ خواہ ہم اس کو سمجھ سکیں یا مجھ سکیں۔ حضرت محدث علیہ السلام کی غیبت یقیناً خداوند عالم کے حکم سے ہے۔ غیبت یقیناً مرضی مسجد کی بنایا ہے۔ اور جب ایسا ہے تو اس میں سوال اور وجہ دریافت کرنے کی چنال ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ہماری عقل ابھی اتنی پختہ نہیں ہے کہ خدا کے حکم کی تمام مصلحتوں کو سمجھ سکے۔ اور اس کی تمام باریکیوں کو درک کر سکے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جب ہمیں یہ علم ہے کہ خداوند عالم صاحب حکمت ہے اور ہم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے سارے افعال حکمت کی بنایا ہیں۔ اگرچہ اس کی حکمت ہمارے لئے واضح نہ ہو۔“ (بخاری ۹۱/۵۲)

یہ بات پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ غیبت کی اصل وجہ ظہور کے بعد ظاہر ہوگی۔ جس طرح غیبت خدا کے حکم سے ہے ظہور بھی خدا کے حکم سے ہوگا۔ البتہ ہمارے اعمال اور ہماری دعائیں اس ظہور میں تعجیل کا سبب بن سکتی ہیں۔

غیبت ہمارے لئے

غیبت کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ رابطہ دونوں طرف سے منقطع ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ ہم ظاہر نظر ہر لپیٹ نام علیہ السلام کو دیکھ نہیں سکتے۔ ان سے براہ راست گفتگو نہیں کر سکتے۔ ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے..... ورنہ جہاں تک امام علیہ السلام کا فعل ہے۔ وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے تمام اعمال پر ان کی نظر ہے۔ وہ ہماری حفاظت کر رہے ہیں۔ ہماری مدد کر رہے ہیں۔ ہماری فریاد سن رہے ہیں۔ خود انہوں نے جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے نام جو توقع ارسال فرمائی ہے۔ اس میں فرمایا ہے: ”ہم تھاہری نجیب راشت اور حفاظت میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں اور نہ تمہارے تذکرے کو بھالتے ہیں، ایک جگہ اور راست دفرماتے ہیں۔“ اگر ہم تمہاری دیکھ رکھو نہ کرتے تو تم نہ تم پر غالب آجائے اور تم پر مسلط ہو جاتے۔ ”ہمارے اعمال“ کے زیل میں یہ بات گذر چکی ہے کہ ہمارے ناپسندیدہ اعمال ظہور میں تاخیر کا سبب ہیں۔

اس بنایا اب ہمیں اپنے آپ کو اس لائق بنانا ہے کہ حضرت کے چہرہ انور کاربیار کر سکیں اور حضرت سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل کر سکیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ”علی کے رب کی قسم جنت زمین پر قائم رہے گی۔ وہ زمین کے راستوں میں چلیں گے۔ لوگوں کے گردوں اور ملکوں میں کمیں جائیں گے مشرق و مغرب میں مسلسل آتے جاتے ہیں۔ لوگوں کی باقی میں گے۔ جماعت کو سلام کریں گے۔ وہ سب کو دیکھیں گے اور لوگ ان کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ یہاں تک کہ وقت میں آجائے اور آسمان سے ندا آئے۔“

(الفیہت نہایت نہایت ۲۰۷ - یوم الحلاص ۱۳۹)

ہمارا اور ساری کائنات کا درد دسلام ہو حضرت علیہ السلام کی

ذات والاصفات پر حضور نے سیکڑوں برس پہلے آئے والے واقعات کی خبر دی۔ آج یہ حدیث لفظ صادق اکر ہی ہے۔ یہ حدیث ہمارے آئمہ علیهم السلام اور ہمارے مذہب کی حقانیت کی بہترین دلیلیں ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں کے درمیان سے ان کے امام غائب ہو جائیں گے۔ وہ ہر سال حج میں تشریف لائیں گے۔ وہ لوگوں کو دیکھیں گے لوگ ان کو نہیں دیکھ سکیں گے۔“ (کافی ۱/۱۷ - ۳۲۳)

ایک درسری راویت میں ہے: ”قامُ کے لئے دو غیبیں ہیں ایک غیبت (کبری) میں وہ مواسم (حج، زیارات، دینی مناسبات) میں حاضر ہوں گے۔ وہ لوگوں کو دیکھیں گے لوگ ان کو نہیں دیکھ سکیں گے۔“ (کافی ۱/۱۷ - ۳۲۹)

جب صورت حال یہ ہے تو ہمیں یہ سوچ کر اعمال انجام دینا چاہئے کہ ہمارے امام علیہ السلام ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

خوش تصییب افراد

آخریں ایک اور بات کی طرف اشارہ کرتے چلیں۔ ایسا ہیں

ہے کہ حضرت اس غیبت کبری میں بالکل اکیلے ہوں اور کوئی جن ان کے ساتھ نہ ہو۔ اگرچہ اس سلسلہ میں پوری تفصیلات کا علم نہیں ہے لیکن جو یا تین دو ایتوں میں بیان کی گئی ہیں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے ”ان کی جگہ سے کوئی واقع نہیں زکوئی ولی اور نہ کوئی اور صرف شخص جانتا ہے جو ان کی خدمت کرتا ہے اور کام انجام دیتا ہے۔“ (بخاری ۵۲/۱۵۳ - ۲۲۳/۵۲)

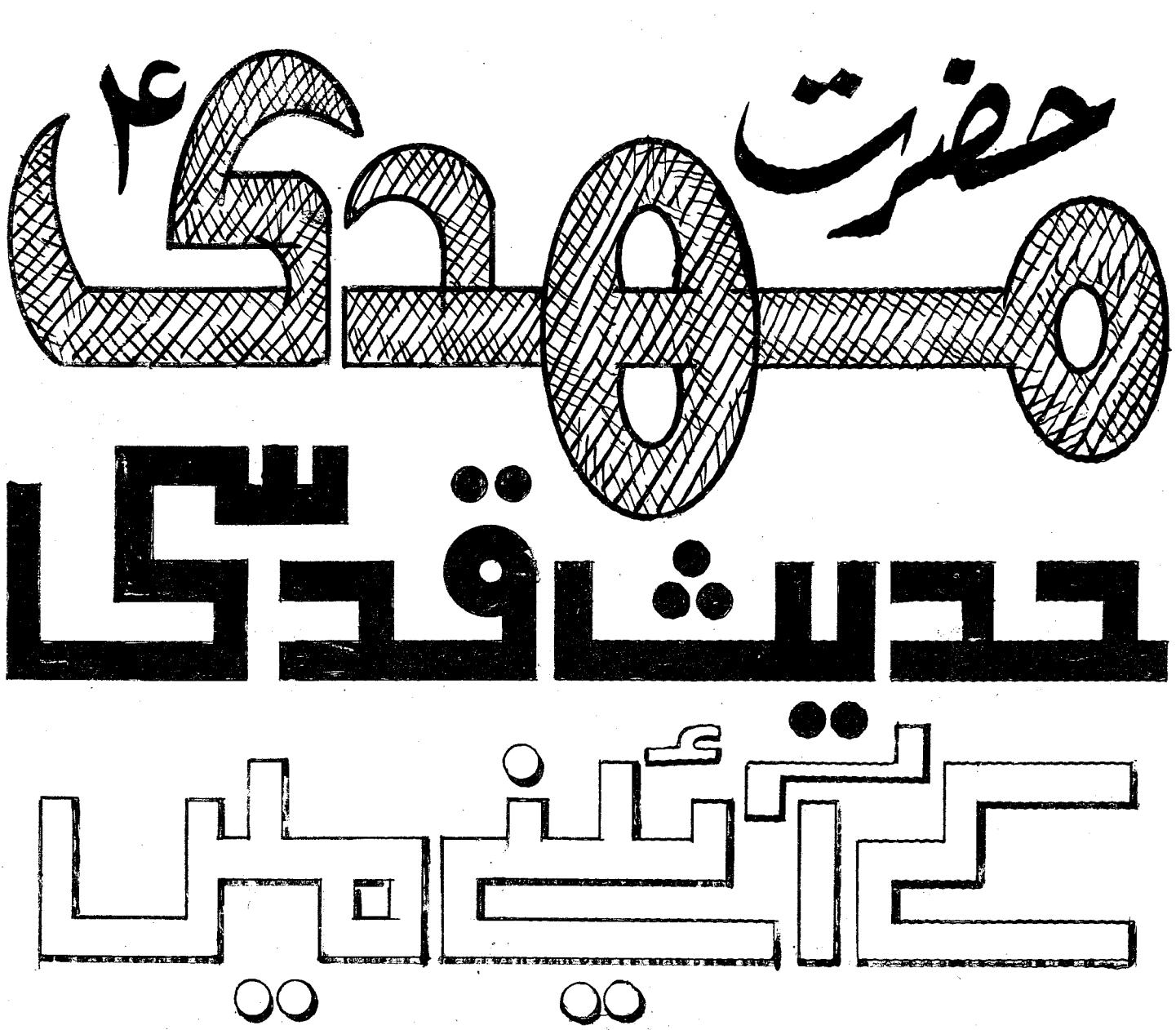
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے: ”... صاحب امر کا ایک گھر ہے جس کا نام بیتِ الحمد ہے اس میں ایک چڑاغ حضرت کی پیدائش سے روشن ہے اور حضرت کے ظہور تک روشن رہے گا۔“ (غیبت شیخ طوسی ۱۵۸/۵۲ - بخاری ۱۳۰/۱۵۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے: ”... قائم کے لئے دو غیبیں ہیں ایک خصرا اور دوسرے طولانی، پہلی غیبت میں ان کی جگہ سے صرف وہ لوگ واقع ہیں جو ان کے خاص انخاص شیعہ ہیں۔ اور درسری غیبت میں صرف وہ لوگ واقع ہیں جو دین میں ان کے خاص انخاص نوکر اور درست ہیں۔“ (کافی ۳۰۱/۲ - الزام الناصب ۸۱ - بخاری ۱۵۵/۵۲)

ان درایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت جنت علیہ السلام اپنے مخصوص اصحاب باوقا نوکر دل کے ساتھ اسی روایتے زمین پر زندگی بکر رہے ہیں، ہمکار اعمال دیکھ رہے ہیں اور ظہور کے لئے حکم خدا کا انتظار رکھ رہے ہیں۔ کاشش ہم بھی اتنے پاک و پاکیزہ اور صاف دل، خالص نیت، بلند ایمان کے حامل ہوتے تو ہم بھی ان کی غلامی اور نوکری کا شرف حاصل کرتے۔

حضرت

۲۶



چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

الرُّجَاجَةُ وَكَانُهَا كُوكِبٌ دُرْرَى (نور: ۲۵)

وہ قندلیں گویا ایک جمکانا ہاڑو رکش ستارہ ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے بلند درجہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جائے گا ہے کہ خداوند متعال ان حضرت سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی ان سے محبت کرے خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ اور ان کی محبت و مودت کو لوگوں پر زبان فرار دیا ہے۔ مثلاً کتاب الغیبت میں حدیث قدسی کا ایک جملہ ہے:

يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْهُ فَإِنِّي أُحِبُّهُ وَأُحِبُّهُ مَنْ يُحِبُّهُ

اسے (میرے پیغمبر) محمد! آپ ان سے (یعنی حضرت مہدیؑ) محبت کیجئے کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور جو ان سے محبت کرتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ (کتاب الغیبت۔ نعلانی۔ الباب الرابع ص ۹۶)

اسی محبت کا تذکرہ قرآن مجید میں کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (مانکہ: ۵۳)

عنقریب ہی خدا ایسے لوگوں کو نظر پر کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔

احادیث قدسی میں وہ مقامیں و مطابق جواب انبیاء پر وحی کی طرح لزانیں ہوتے ہیں لیکن ان کی زبان و کلمات خود انبیاء کے ہوتے ہیں، خدا کے نہیں۔ احادیث قدسی میں اور دیگر قرآنی آیات اور روایات تصویبی میں فرق ہے۔ احادیث متعدد کی مختلف مسائل کے لئے مختلف پیغامات کے ساتھ نازل ہوتی تھیں۔

اس مختصر سے مقالہ میں ہم اپنے امام و قلت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو جانتے کی کوشش کریں گے لیکن صرف احادیث قدسی کی روشنی میں:

۱۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا درجہ افلک انوار امامت میں ایک کوکب دُرْرَی یعنی چمکتے ہوئے ستارے کی خصیت رکھتا ہے۔ پروردگار عالم نے ہمی حضرت مہدی علیہ السلام کو اسی نام سے یاد کیا ہے۔

حدیث قدسی کا جملہ ہے:

الْقَاتِعُمُّ فِي وَسْطِهِمْ كَانُهُمْ كُوكِبٌ دُرْرَى

قاتع (یعنی حضرت مہدی) ان کے پیچے ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہے۔ (کمال الدین ص ۲۵۲)

یقیناً اس آیت میں لوگوں سے مراد حضرت مہدیؑ اور انکے اصحاب میں۔ چنانچہ ساری کائنات فنا ہی کبیوں نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ ایک دن ایسے لوگوں کو یقیناً ظاہر کرے گا۔

حضرت مہدی علیہ السلام خدا کے سچے ولی، حقیقی خانشہ اور اسکے بندوں پر ہدایت یافتہ محجّت ہیں۔ جیسا کہ حدیث قدیمی میں ارشاد ہوتا ہے: **ذالِكَ وَلِيُّ الْحَقَّ وَمَهْدِيُّ عِبَادِيُّ صَدُّقًا** (منتخب الاثر ص ۱۶۸)

وہ میراً حقیقی ولی و بنده اور میرے بندوں پر میراً سچا ہدایت یافتہ ہو گا۔ ۲۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی زندگی اور ان کے حالات کے بارے میں بھی حدیث قدیمی میں کچھ جملے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے اپنے بعد امر ہدایت کے بارے میں دریافت کیا تو جواب آیا یا موسیٰ امام ائمہ من ذریعہ احمد و عترتہ (بخار ص ۳۰ ج ۳۶) اسے موسیٰ بیشک وہ (حضرت مہدی) احمد (پیغمبر کرم) کی ذریت و عترت میں سے ہوں گے۔

اپ کو ایک طولانی غیبت عطا کی جائیگی

حضرت مہدی علیہ السلام کی طولانی غیبت کا ذکر حدیث قدیمی میں بکھراں طرح کیا گیا ہے:

يُغَيِّبُهُ عَيْنَةً طَوِيلَةً (جامع الاخبار)

اینکا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت کو آج تقریباً ایک ہزار ایک سو تین سال گذر چکے ہیں اور یہ یقیناً ایک طویل عمر ہے۔

۳۔ وعدہ الہی جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعے پورا ہو گا۔ اس سلسلے میں خلقت کے مقاصد کے کمی اہم موضوع شامل ہیں۔ سارے امور مہدایت اس کو احاطہ کئے ہیں۔ لشکر ہدایت کا سلسلہ روزاول سے یکر آج تک مختلف طریقوں سے چلا آرہا ہے۔ خدا کے پیغامات انسان تک مختلف ذرائع سے پہنچائے جا رہے تھے۔ اور ان سب کا مقصد صرف ایک تھا۔ انسان ہدایت پا جائے تاکہ اسے اس دنیا میں اور آخرت میں کامیاب اور فلاح حاصل ہو۔

ان مقاصد میں سے کچھ مقصود تو سائبیں ہماریوں نے پورے کئے لیکن ان کا اصل نقطہ عروج صرف حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے حاصل ہو گا کیونکہ سلسلہ ہدایت صرف اور صرف منصب امامت کے ذریعے اپنے کمال تک پہنچ سکتا ہے۔ جو وعدے پروردگار نے کئے ہیں وہ سب کے سب امام زمان علیہ السلام کے ظہور کے وقت پورے کئے جائیں گے۔ نشان کے طور پر کرتہ ارض کوشیطانی طاقتوں سے پاک کرنا، نظام الہی کا قیام، مردہ قوموں کو دوبارہ زندہ کرنا، پھر ہوئے خزانوں کا ظاہر ہونا اور علوم الہی کا عام ہونا، ساری تہذیبوں کے اثرات زائل ہونا، جن چیزوں

اللَّهُمَّ بَعِّجلْ عَلَى ظُهُورِهِ

کو حلال کیا ہے وہ جائز قرار دیئے جائیں گی اور جن کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام اور منوع ہو جائیں گی۔ خداوند عالم اپنے دین کی تائید و نصرت کرے گا اور شیطانی طاقتوں سے انتقام لے گا اور اپنی حکومت کا اعلان کرے گا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں صرف معنوی حقیقی کی پرتش ہو گی۔ **وَبِالْقَائِمِ مِنْكُمْ أَعْمَرُ أَرْضَنِ وَبِهِ أَطْهَرُ الْأَرْضَنِ** منْ أَعْدَادِيْ وَأَوْرَتْهَا أَذْلِيَّاتِيْ (اماں ص ۵۰۵)

اور تم میں سے جو قائم ہے ان کے ذریعے میں اپنی زمین کو آباد کر دیں گا اور انھیں کے ذریعے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کر دیں گا اور میرے دوست اس کے دارث بنائے جائیں گے۔

اپ کے ظہور کے بعد زمانے کی حالت

ایک بات واضح ہے وہ یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت میں سارے شرعی احکام پر عمل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ کی حکومت کے کچھ خاص پہلو ہیں جن کا اہم یہاں ذکر کریں گے اور جنھیں حدیث قدیمی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً آپ کی حکومت میں ساری کائنات آپ کی حمد و شاکرے کی اور ہر شیئ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو گی۔ کہہ ارض پر صاحبان تقویٰ اور نیک و پرہیز کار اور ارزندگی بس کریں گے۔ مقدرات الہی کا اٹھا ہو گا اور فرشتے حضرتؐ کی تائید کریں گے۔ ولایت و حکومت صرف اور صرف امام زمانؐ کی تائید کریں گے۔ ولایت و حکومت صرف اور صرف امام زمانؐ کی تائید کریں گے۔ زمین نعمت پروردگار سے بھری ہو گی۔ پوری دنیا پر عدل و انصاف کا پرچم لہرا لیجائیں گے۔ اس کے نتائج آپ کی حکومت میں نمایاں ہونے کے۔

وَلَهُ أَطْهَرُ الْكُنُزُ وَالنَّدَخَانَ بِمَشِيَّتِ الْحُجَّةِ الَّتِي يَمْلُأُ الْأَرْضَ قِسْطَاؤَعْدُ لَا۔

(بواہر السنۃ۔ ارشیخ تحریر عاملی ص ۲۷۹)

یعنی میرے حکم سے ان کے لئے خزانے اور دفینے ظاہر ہو جائیں گے وہ جو خدا ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی نصیلت میں حدیث قدیمی میں بیان کئے گئے ہیں اور یاد رہے کہ یہ کلمات خود خداوند متقابل کے کلمات ہیں جو آپ کی بزرگی اور منزلت کا اندازہ ہوتا ہے اور سماں ہی ہماری معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نیابت کے دعویدار

اموراً بحاجم دیتے ہیں آنھیں نائب عام کہا جاتا ہے، بالخصوص اعلم و مراجع تقلید غیبت کریں میں امام زمان علیہ السلام کے ”نائب عام“ ہیں اور یہ بات ہیں ذہن میں رکھنا چاہئے کہ غیبت کریں میں جو بھی نائب خاص ہونے کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔

جب یہ بات واضح ہو چکی کہ نائب خاص کون ہوتا ہے اور نائب عام کے کہا جائے گا؟ نیابت خاصہ کے کہتے ہیں اور نیابت عامہ کیا ہوتی ہے؟ یہ بھی ذہن نشین کریں جاہائے کہ یہ نیابت خاصہ امام کی جانب سے خداکی مرضی و منشا کے مطابق عطا ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ منصب بڑی عظمت و رفعت کا حامل ہوتا ہے۔ اسی لئے بعض دنیا پرست، ریاست طلب، دنیاوی جاہ و عظمت کے خواہاں حضرات اس منصب کے خواہشمند رہا کرتے تھے۔ خدا نے لوگوں کو ذیل دوسرا کیا اور ان کے چہرے سے نقاب اُٹھ دی۔

اس ضمن میں ایسے ہی چند افراد کے مختصر حالات درج کئے جا رہے ہیں۔ جھنوں نے اس عظیم منصب یعنی ”نیابت خاصہ“ کا جھوٹا دعویٰ کیا اور یہیش کے لئے مردود قرار دیتے گئے۔

جس طرح تاریخ کے اور اقی پیر مہدویت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی ایک طولانی فہرست ہے اسی طرح ”نیابت کے جھوٹے دعویداروں“ کی فہرست بھی کچھ کم طولانی نہیں ہے۔

نائبین خاص، رابطہ میں: نائبین خاص دراصل کی جیشیت رکھتے تھے، یعنی امام زمان علیہ السلام کی جانب سے احکام اور مشکلات کے حل ہمیا کرتے تھے۔ اس طرح لوگ ان سے فیضیاب ہوتے تھے۔ لہذا جھوٹے دعویداروں نے بھی اپنے آپ کو واسطہ فیض بتایا اس طرح بہت سے سادہ لوح اور جھوٹے بھائے انسان ان جھوٹے دعویداروں کے گرد جمع ہو گئے۔

مرحوم شیخ مفید[ؒ] و مرحوم شیخ طویل[ؒ] نے اپنی کتاب ”الغيبة“ میں مرحوم سید محمد جبل عاملی[ؒ] نے اپنی کتاب اعيان المشیعہ اور مرحوم علام مجتبی[ؒ] نے اپنی کتاب ”محارلا نوار“ میں نیابت خاصہ کے دعویداروں کے حالات تحریر کئے ہیں ان میں سے چند افراد کے حالات یہاں درج کرتے ہیں:

۱۔ ابو محمد حسن شریعی: خاصہ کا دعویٰ کیا۔ یہ امام علی نقی شریعی نے سب سے پہلے نیابت

اپتک آپ ”مہدویت کے جھوٹے دعویداروں“ کے بارے میں اکثر دیشتر مرضیاں پڑھتے رہے ہیں اور پڑھتے رہتے ان جھوٹے دعویداروں کے حالات ہم پر وہیں ہو چکے ہیں لیکن بعض افراد تاریخ اسلام میں ایسے بھی گزندے ہیں جھنوں نے نیابت امام زمان علیہ السلام کا دعویٰ کیا ہے لیکن قہر خداوندی کے ان پر ایسا نازل ہوا کہ وہ گھنام ہو چکے ہیں پھر یہی تاریخ نے ان کی اس خاتمت کو عالم کی آنکھیں اور عربت کے لئے اپنے صفات میں محفوظ کر دیا ہے تاکہ لوگ ان کے حالات سے واقف ہو کر لبی یہی جھانک غلطی ایسی نیابت کا جھوٹا دعویٰ نہ کر دیں۔

اسلامی اصطلاح میں، نیابت کے معنی نمائندگی اور نائب کے معنی نمائندہ اور قائم مقام کے ہیں۔ چنانچہ امام علیہ السلام کے نائب ہونے کا طلب یہ ہے کہ وہ شخص امام علیہ السلام اور عوام کے درمیان رابطہ ہوتا ہے اور امام کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا اور لوگوں کے مسائل اور مشکلات کو امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر کے حضرت[ؐ] سے ”حواب“ یا ”حل“ معلوم کر کے لوگوں تک پہنچاتا ہے وہی شخص ”نائب امام“ کہلاتا ہے۔

نیابت کی قسمیں: جو نیابت کا سلسلہ پایا جاتا ہے، اس کی دو ہیں ہیں۔ (۱) نیابت خاصہ۔ (۲) نیابت عامہ۔

نیابت خاصہ کا مفہوم یہ ہے کہ امام علیہ السلام کسی شخص کو نام لیکر اپنا قائم مقام مقرر فرمائیں۔ اب یہی شخص نیابت خاصہ کا حامل ہوگا۔ اسی کو امام علیہ السلام کی جانب سے یقین حاصل ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے امام علیہ السلام راست رابطہ قائم کر سکتا ہے۔

نائب خاص اور نائب عام: نائب خاص وہ افراد ہیں جو امام زمان حضرت مہدی[ؑ] سے برادرست ملاقات کیا کرتے تھے یعنی جس کبھی اخیر کوئی مستعد پیش آتیا شکل آن پڑتی تو نائب خاص بالمشافہ امام زمان علیہ السلام سے ملاقات کر لیا کرتے تھے۔ نیابت کا یہ مسلمان ۳۲۹ ہجری تک، جاری کراہ۔ اس مدت کو جن میں نائبین خاص امام سے برادرست ملاقات کیا کرتے تھے، ”غیبت سفری“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

س ۳۲۹ ہجری کے بعد سے آج تک اور آئندہ امام مہدی کے ظہور تک ”غیبت کبریٰ“ کا دور کھلنا ہے۔ اس دور میں جو علماء نیابت کے عام

بیضاں صوفی تھا اور اپنے عقاید کی تبلیغ ایام غیبت صفری میں شیعوں کے مشہور مرکز جیسے قم اور بغداد میں کرنا چاہتا تھا اور اسی لئے اس نے شیعہ آبادیوں میں سفر کیا اور کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال بھی بنالیا۔

جب حلّاج قم پہنچا اور امامیت کے بزرگ علماء سے ملاقات کی اپنے آپ کو امام غائب کا دکیل بتایا تو علماء اور تمام شیعیان قم نے اس کی بڑی منبت کی اور بالآخر سے قم سے بھاگنا پڑا۔

در اصل حلّاج خاندانِ نوئختی سے بڑی عداوت رکھتا تھا اور چوپوں کے جناب ابو القاسم حسین بن روح سس ۳۰۵ ہجری میں نائب خاص کے منصب پر فائز ہوئے، حلّاج نے ان کی دشمنی میں نیابت و دکالت امام زمانہ کا دعویٰ کر دیا۔ حلّاج چونکہ ہوشیار تھا، اس نے منصوبہ بنایا کہ ابو سہل اسماعیل نوئختی جو کہ ایک بزرگ تاجر بکار کار اور فعال عالم تھے اور عوام الناس کے علاوہ دربار و وزیرِ عمال وغیرہ بھی ان کی قدر کرتے تھے، حلّاج نے سوچا اگر ان کو اپنا مرید بنالیا جائے تو خود بخود ایک بڑی تعداد میں لوگ اس کے زیر اثر آ جائیں گے۔ لہذا اس نے ابو سہل کو لکھا کہ :

”میں دکیل حضرت صاحب الزمان ہوں اور امام ہی کی طرف سے مامور کیا گیا ہوں کہ تمہیں لکھوں اور جو کچھ امام نے ارادہ کیا ہے کہ میں تمہاری نصرت دهد کروں تاکہ تم ان حضرت پر ایمان لاڈ اور شک و وسوسرہ میں مبتدا نہ ہو۔“

ابو سہل نے حلّاج کی نیت کو جانپ لیا اور اسے لکھا کہ :

”میں تے تمہاری کلمات کے چرچے خوب سنے لہذا تم سے ایک بھوٹی میہ شکل کا حل چاہتا ہوں۔ میں اپنی کنیز کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہوں لوراں کے قبیلے کے بہت سے لوگوں پر میرا بڑا اثر ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ میں اپنی کنیز سے اپنے عشق کا انہما رہنیں کر سکتا کیونکہ ہر جمہد کو میں اپنے بالوں پر خضاب نہ لکاؤں تو میرا بڑھا پا اس پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور میری کنیز بھوٹ سے دور ہو جائے گی۔ بس۔ یہی ایک ایسی مشکل ہے جو مجھے پریشان کئے ہے۔ چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس مشکل سے بچاتے ہے۔ اگر تم نے میرے سفیدے بالوں کو سیاہ بالوں میں بدلتا تو میں تمہاری دعوت قبول کروں گا اور تمہارے عقائد کا حامی ہو جاؤں گا۔ بیز تمہارے عقائد کی تبلیغ بھی کروں گا۔“

جب حلّاج نے ابو سہل کے زیر کاظم حواب کو پڑھا تو سمجھ گیا کہ غلط جگہ نشان رکا اس لئے ابو سہل سے نا امید ہوا۔ ابو سہل نے اس کے کفر والحاد کا خوب مذاق اڑایا اور اسے بہت ذلیل دخوار کیا۔

(خاندانِ نوئختی تایف عباس اقبال، صفحات ۱۱۲ تا ۱۱۳)

نقل از غیبت ص ۲۶۱ و ۲۶۲ شیخ طوسی اور فہرست شیخ طوسی ص ۲۳۷)

۵۔ ابو عفراً محمد بن علی بن شلمقانی:

شلمقانی، ابن ابی شلمقانی میں مشہور تھا۔ بنی بسطام کے نزدیک بڑا محترم جانا جاتا تھا کیونکہ خود حسین بن نوئختی اپنے سے نائب خاص (اسے بڑی عزت عطا کی تھی) کیونکہ شلمقانی ابتداء میں صیحہ العقیدہ تھا اور اس نے شیعہ عقائد پر مبنی کئی کتابیں بھی تایف کی تھیں۔

علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور میں ان دونوں اماموں کے اصحاب میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس نے دعویٰ نیابت کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہ پہنچا جو نکد اس نے اپنے منصب کی خواہش کی جس کا تعین و تقدیر خدا اور امام فرماتے ہیں اسی لئے رسوا ذلیل ہوا۔ امام زمانہ علیہ السلام کی جانب سے لعنت بھری توقع آئی اور شیعیان اہل بیت علیہ السلام کو اس شخص سے دوری اور برأت کا حکم ہوا اور بالآخر شرعی کے کھفر کا پر دھچاک ہوا۔

(اعیان الشیعہ ترجمہ فارسی جز چهار صفحہ ۵۶، بخار الالوان ۱/۵۴۷)

شرعی کے نام سے ایک فرقہ بھی منسوب ہے جسے شرعیت کہتے ہیں ان کا شمار غلۃ اور مخلوقیت میں ہوتا ہے۔

(خاندانِ نوئختی تایف عباس اقبال ص ۲۳۵)

۳۔ محمد بن نصیر نصیری:

ناسب خاص جناب محمد بن عثمان عمری امام زمانہ علیہ السلام کا دوسرے عربی کے دور میں نیابت امام زمانہ علیہ السلام کا دعویٰ کیا یعنی محمد بن عثمان عمری کے منصب کو اپنی طرف منسوب کیا لیکن اس کے الحاد و لفڑی وجہ سے خدا نے اسے رسوا کیا۔ محمد بن عثمان عمری نے بھی اس پر لعنت بھی جب یہ فخر نبیری کو ملن تو وہ عمری کے گھر پر آیا کہ ان سے معافی مانگ لے لیکن اپنے نے گھر میں داخل کی اجازت نہ فرمائی۔

اس شخص نے نہ صرف نیابت کا دعویٰ کی بلکہ نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ یہ بھی غلۃ میں سے تھا اور امام حادی علیہ السلام کی رو بیت کا قائل تھا اور خود کو امام کا بھیجا ہوا پیغمبر تباہ تھا۔

پیغمبری سے اس کے اطراف بھی کچھ لوگ جمع ہو گئے اور فرقہ ”نصیریہ“ وجود میں آیا۔ نصیری کے نزدیک حرم سے شادی جائز بھی نیز لو اٹ کو بھی جائز سمجھتا تھا۔

محمد بن موسیٰ حسن بن فرات نے اس کے مذہب کی ترویج میں مدد کی۔ نصیری جب بوڑھا ہوا تو اس کی زبان بندی ہو گئی اور بڑی مشکل سے پچھ کہہ پیا تھا، لوگوں نے پوچھا تھا جاہانشیں کون ہے؟ بوڑھوں کے لئے میں کہا: احمد اسکی سو سمجھیں نہیں آپ کہ کس احمد کی طرف اشارہ ہے اسی لئے اس کے بعد یہ گروہ تین فرقوں میں تقسیم ہو گیا کسی نے اس کے بیٹے احمد کی پیروی کی کہی نے احمد بن محمد بن موسیٰ بن فرات کی تو کسی نے احمد بن ابی الحبیب بن بشر کو اپنا پیشوای بنایا۔ (اعیان الشیعہ ترجمہ فارسی صفحات ۵۹، ۶۰، ۶۱)

۳۔ ابو طاہر محمد بن علی بن حلال:

گیراہیوں امام علی بن حلال کے اصحاب میں ہوتا تھا لیکن ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کے اصحاب سے اکثر کہا جاتا ہے اور خود کو ان کے بجائے امام غائب علیہ السلام کا دکیل و نائب بتانے لگا۔

مزدیسی ہے کہ اس کے پاس کچھ مقدار میں سہم امام تھا اسے محمد بن عثمان کو زدیت ہوئے اپنے آپ کو امام کا دکیل بتایا۔ شیعیان اہل بیت علیہم السلام نے اس کی سرزنش کی اور امام علیہ السلام کی جانب سے توقع اس کی تباہی و برآمدی کا پہنچاں لے کر صادر ہوئی۔ (الغيبة طوسی ص ۲۶۰)

۳۔ حسین بن منصور حلّاج:

حسین بن منصور حلّاج

إِلَى نِيَّتِهِ مِنْ أَخْوَانِنَا أَسْعَدَ كُمْ أَنَّ اللَّهُ جَمِيعًا يَأْنَ مُحَمَّدَ
بْنَ عَلِيٍّ الْمَعْرُوفَ بِالشَّلْفَانِيِّ قَدْ أَرْتَدَ عَنِ الْإِسْلَامِ
وَفَارَقَتْهُ الْحَدَّ فِي دِيْنِ اللَّهِ وَادَّعَى مَا كَفَرَ مَعَهُ
بِالْخَالِقِ جَلَّ وَتَعَالَى وَافْتَرَى كَذَّبًا وَرُوَا وَقَالَ
بُهْتَانًا وَأَدْسَمًا عَظِيمًا.

(غیبت شیخ طوسی ص ۲۵۳ و بخار الانوار جلد ۱/۵۱ ۲۸۰)

ترجمہ: - خدا تمہیں نبیوں کی معرفت عطا کرے۔ طول عمر سے نواز سے۔ تمام اچھائیوں سے واقف کرائے۔ اور تمہارا انجام بخیر ہو۔ اور نیت خالص ہو۔ خدا تمام بھائیوں کو نیک توفیقات عطا فرمائے۔ ہاں۔ محمد بن علی المعرف شلمغانی مرتد ہو گیا ہے۔ دین اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ دین میں الحاد کیا۔ خدا سے کفر کیا ہے۔ جھوٹ اور بہتان کی نسبت دی ہے۔ بہتان اور گناہ بکریہ کا از نکاب کیا ہے۔ اس تو قیع کے صادر ہوتے ہیں بندگا کے تمام علماء نے شلمغانی سے دوری اختیار کی۔ ہر محفل و مجلس میں لعنت کی حکایتیں بیان کی گئیں۔ یہ دھکر شلمغانی سے بعض شیعہ بزرگوں کے پاس پہنچا اور کہا کہ حسین بن روح سے مجھے ملائے، اگر آسمان سے آگ بر سے اور وہ آخر حسین بن روح پر دار دن ہو تو وہ حق پر ہیں۔ ورنہ میراد عویی صحیح ہے۔ جب یہ خرڅلیفہ عباسی الراضی باشد کو مل تو اس نے شلمغانی کے قتل کا حکم دے دیا اور بالآخر من ۳۶۲ ہجری میں اس کا خاتمه ہوا۔ (اعیان الشیعہ (فارسی) کتاب الامام جہدی المنشور ص ۴۳)

۶- ابو بکر محمد بن احمد بن عثمان بقدادی

یہ محمد بن عثمان عمروی امام زمانہ علیہ السلام کے دوسرے نائب خاص کے بھی تھے۔ نیابت خاصہ کا دعویٰ کیا تھا۔ امام زمانہؑ نے تو قیع کے دریہ اس پر لعنت بھیجی۔

کے۔ احمد بن حلال کرخی اس کا شمار امام حسن عسکری سے علیہ السلام کے صحابیوں میں ہوتا تھا محمد بن عثمان کی نیابت سے انکار کیا تھا۔ امام زمانہ علیہ السلام کی جانب سے اس کے لئے لعنت کی تو قیع بھی صادر ہوئی۔

درس عبیرت

جب ہم ان معینان نیابت خاصہ کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان افراد کی اکثریت ایسی تھی جو ائمہ علیہم السلام کی صحبت میں زندگی بپڑ کر چکے تھے لیکن پھر بھی اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ولایت اہل بیت سے محروم ہو گئے۔

کیا آپ نے غور کیا کہ ایسا کبوں ہوا؟

صرف اس لئے کہ یوگ جاہ و منصب اور اقتدار کے خواہاں تھے اور ان کا جزو نہ اس حد تک بڑھا کر اقتدار حاصل کرنے کے لئے امام کے حقیقی نہایتوں سے منہ مورڑ لیا اور اپنے آپ کو نائب امام کہتے لگے۔ لیں بھی ان کی عقل ماری گئی اور ان کی جاہ طلبی نے انھیں جہنمی بنا دیا۔

جس کے صحیح ہونے کی تصدیق خود حسین بن روحؓ نے فرمائی ہے۔ شفیع صراط سیقم سے اس وقت مختوف ہوا جب حسین بن روحؓ نو تجھی سے جندر دلوں کیلئے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اس مدت میں حسین بن روحؓ نے شلمغانی کو اپنا نائب قرار دیا۔ تاکہ عوام اور حسین بن روحؓ کے درمیان رابطہ قائم رہے۔ شلمغانی کا انحراف سن ۳۶۲ ہجری، ماہ ذی الحجه میں شروع ہوا اور اسی سال امام زمانہ علیہ السلام کی جانب سے شلمغانی کی لعنت میں تو قیع صادر ہوئی۔

(خاندان نو بخت ص ۴۱۸)

شلمغانی بنی بسطام کے درمیان جو کچھ جھوٹی باتیں اور کفر امیز کلمات پیش کرتا ہے حسین بن روحؓ کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ جب یہ بخیر حسین بن روحؓ کو ملی تو آپؑ نے بنی بسطام کو لکھا کہ شلمغانی پر لعنت کر دو اور اسے دیاں سے نکال بھکاؤ۔ لیکن بنی بسطام نے ایسا نہیں کیا کیونکہ شلمغانی ان سے کہنے لکھا کہ جو نکل میں نے حسین بن روحؓ کے راز کو فاش کر دیا ہے اس لئے وہ ہریے خلاف ایسا کر سکتے ہیں۔ یہ ایسا راز ہے کہ سوائے اولو الحزم انبیا ریا مقرب ترین فرشتوں یا پھر تن مولیٰں کا متحان لے لیا گیا ہے ان کے علاوہ کوئی اسے قبول نہیں کر سکتا۔

شلمغانی کی اس دروغ بیانی کی اطلاع جب حسین بن روحؓ کو پہنچا تو آپؑ نے دوبارہ بنی بسطام کو لکھا کہ اس پر لعنت کریں اور اس سے دوری اختیار کریں۔ بنی بسطام یہ خط لکھ کر شلمغانی کے پاس پہنچے اور اسے دکھایا تو شلمغانی ان کے سامنے رونے چلانے لگا اور کہا:

”حسین بن روح کے الفاظ کے معنی بہت بلند ہیں تم اسے سمجھنے کے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ خدا اس پر لعنت کرے، لعنت کے معنی خدا کے عذاب سے دوری ہے تھے کہ اس کی رحمت سے دوری۔ اب میں نے اپنی مزالت کو بچانا۔“

لیکن جب گرچہ کے آنسوؤں کا کوئی اثر بی بسطام بڑھنے ہوا تو چہرے پر تھاک ملنے لگا اور اپنی ہی ملامت کرنے لگا اور کہا:

”اسے کا شک کہ اس راز کو تم فاش نہ کرتے!!“

جب لوگوں نے شلمغانی پر اعتبار کرنا ترک کر دیا تو اس نے بالکل خاؤٹی اختیار کر لی اور بعد میں دعویٰ کرنے لگا کہ پیغمبر کی روح محمد بن عثمان عمروی میں اور ایمزال مولیٰں علیؑ کی روح حسین بن روحؓ میں اور فاطمہ صدیقہ کبریٰ سلام اللہ علیہما کی روح ام کلثوم (محمد بن عثمان عمروی کی بیٹی تھیں) میں حلول کئے ہوئے ہے۔

جب اس کی خرب جناب حسین بن روحؓ کو ملی تو آپؑ نے فرمایا: ”وَشَلْفَانِيَ كَيْ یَ سَارَ بِيْ بَاتِيْنَ سَرَارَ كَفَرَ وَاحْدَادَ هِيْ۔“ ملعونوں لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تاکہ ”الوَيْتَ“ کا دعویٰ کر سے اور لوگوں سے کہے کہ خدا نے تعالیٰ اس میں حلول کئے ہوئے ہے۔

اما زمانہ علیہ السلام کی جانب سے ماہ ذی الحجه سن ۳۶۲ ہجری میں تو قیع صادر ہوئی جس میں تحریر ہے:

عَرَفَكَ اللَّهُ الْخَيْرُ أَطَالَ اللَّهُ بَقَاءُكَ وَعَرَفَكَ
الْخَيْرُ كُلُّهُ وَخَتَمَ بِهِ عَمَلَكَ مَنْ تَبَشَّرَ بِدِينِهِ وَتَسْكِنَ

اہتمام مسلمی

کیا حکومت کو خواہ ہو چکا ہے؟

(۱۹۷۳ء) میں کم مظہر میں منفرد ہوئی اور جس میں ۱۲۲ ممالک کے علماء شرکت تھے تتفقہ طور پر قادیانیت کے کفر اور خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔ دعویٰ نبوت کے سلسلے میں چونکہ بہت زیادہ کتابیں اور مضمونیں شائع ہو چکے ہیں اور آسانی سے دستیاب ہیں اس بنا پر اس مضمون میں اس موضوع پر بر بحث نہ کر کے اس مضمون کو دعویٰ مہدویت سے مخصوص قرار دیتے ہیں تاکہ ان مہدوی نمائوں کی حقیقت واضح ہو جائے۔

غلام احمد نہ کرنے والے مہدویت کے بارے میں جو بے بنیاد دعویٰ کیا ہے اس کو یہن باقتوں میں مختصر ایجاد کیا جاسکتا ہے۔

- ۱۔ حضرت مہدوی ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔
- ۲۔ ردا یتوں میں پرورد ہوئیں صدی میں حضرت مہدوی علیہ السلام کے نہروں کی بات بیان کی گئی ہے۔
- ۳۔ غلام احمد قادیانی خود ہی حضرت مہدوی بھی ہیں اور خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی۔

قادیانیت ایک ایسے فرقہ کا نام ہے جو بیسویں صدی کی ابتداء میں انگلستان کی سماجی سیاست کے تعاون اور اشارے سے شمالی ہنگستان میں وجود میں آیا۔ اس فرقہ کا بانی مغیریں سے تعلق رکھنے والا غلام احمد قادیانی (و۔ ۱۹۰۸ء) ہے۔ غلام احمد پنجاب کا ایک معمولی سی تھا۔ اس نے ملک کی آشنازی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۸۹۱ء میں بہ دعویٰ کردیا کہ وہی حضرت مہدوی موجود اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اور .. ۱۹۰۰ء میں نبوت کا بھی دعویٰ کردیا۔

مسلمان علماء اور دانشوروں نے قادیانیت کے اور خاص کر دعویٰ نبوت کی تلفی کھوئے اور اس کے بطلان کی بھرپور اور کامیاب کوششیں کی کیونکہ ابتدائے اسلام سے آج تک تمام مسلمانوں کا مسلم عقیدہ ہے کہ حضرت محدث صافی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔

اس بنابر جب ۱۳۲۶ء میں ۲۵ شہروں کے جید علماء نے ایک بول کے جواب میں اس فرقہ کو اسلام سے خارج قرار دیا اور کافر گردانا۔ اور اسی طرح رابطہ العالم الاسلامی کی بین الاقوامی کانفرنس میں جو ریج الالوں ۳ (اپریل ۱۳۹۳ء)

علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بہت پہلے تھے۔ حضرت مهدیؑ کی جزاً فاطمہؑ کی نسل سے ہیں جب کہ حضرت علیسی جناب رحیمؑ کے فرزند ہیں۔

ج: حضرت مهدیؑ علیہ السلام کاظہر پور نوکر سے اور خانہ کعبہ سے ہوگا۔ (اس تعلق سے بھی رواتیں کافی زیادہ ہیں جب کہ حضرت علیسی علیہ السلام آسمان سے مشرقی دشیں میں ظاہر ہوں گے۔

(صحیح مسلم باب ح ۲۰۷ سن ابن ماجہ ۳۳۷/۲۵)

د: حضرت علیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد حضرت مهدیؑ کے ہاتھوں پربیعت کریں گے۔ اور ان کی اقتدار میں نماز پڑھیں گے۔ اپس میں گفتگو ہوگی۔ یہاں بھی متعدد رواتیں موجود ہیں۔ "حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مهدیؑ کے ان کی نسل میں ہونے کی بنا پر افتخار کرتے ہوئے فرمایا۔ مَنَّا الِّذِي يُصَلِّي عَلَى بْنِ هُرَيْمَ خَلْفَهُ" (ابراهیم فی علامات مهدیؑ اخراز عنوان باب ۹)۔ المدار المذیف فصل ۵۰ ح ۲۳) حضرت علیسی جس کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ ہمارے ہی خاندان سے ہے۔ ان تمام دلیلوں اور گواہیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جسے سارے مسلمان قبول کرتے ہیں یہ بات بالکل ہی صادق اور واضح ہو جاتی ہے۔ حضرت مهدیؑ اور جناب علیسی و داللگ لک شخصیتیں ہیں۔ دونوں کو ایک قرار دینا غیر محقق تو اول ہے۔

غلام احمدؑ کے پیر و متواری رواتیوں اور حکم دلیلوں سے تسلیک کرنے کے بجائے۔ قرآن کریم کے اس مقولے کے مطابق "جن کے دلوں میں کبی اور اخراج ہے" (سورہ آل عمران ۱/۷)۔ اپنے عقائد کے ثبوت میں ایسی دلیلیں پیش کرتے ہیں جو نہیں اور متناہی ہیں۔ حضرت مهدیؑ اور جناب علیسیؑ کو ایک ثابت کرنے کے لئے سنن ابن ماجہ سے یہ رواتی پیش کرتے ہیں:

"لَا مَهْدَىٰ إِلَّا عَلِيُّسِيٌّ" (مهدیؑ توہن علیسی ہیں) جس کو کوہ سنت کے تمام محدثین نے ضعیف اور جعل قرار دیا ہے۔ اس رواتی پر کوئی تو یہ بھی نہیں دی ہے۔ علم رجال کے ماہر حافظ ذہبی نے اس کو "ناپسندیدہ قرار دیا" (منزان الاعتدال ۵۲۵/۳)۔ ان علدوں نے اپنے مقدمہ میں اس کو "ضعیف" اور مفضطہ قرار دیا ہے۔ (مقدمہ ۲۵۵) مشہور محدث محمد صدیق قوجی نے اس رواتی کے بارے میں کہا ہے: "محمد بنین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کی عبارت مفضطہ ہے اور سلسہ مندرجہ نہیں ہے" (الاذاعہ ۱۲۵)۔ اہل سنت کے ہم صریح عالمؓ بی شافعی کا بیان ہے: "یہ حدیث نہ صرف ضعیف ہے بلکہ باطل ہے جعل ہے جھوٹ ہے۔ اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ یہ ایسی حدیث نہیں ہے جسے حضرت رسول خدا یا بزرگ صحابیوں کی طرف منسوب کیا جاسکے۔ اس کے بعد تفصیل بحث کی ہے جس میں اس حدیث کے روایوں کا جائزہ لیا ہے۔

(ابراز اللہ المکنون۔ ۵۸۳ سے ۵۸۹ تک)

۲۔ کیا ظہور کا وقت معین ہے؟

قادیانیوں نے نہایت فریب سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مهدیؑ کاظہر پور ہویں صدی میں ہوگا۔ جب کہ رواتیوں میں

یہ باتیں نہ صرف قرآن کریم اور متواتر رواتیوں کے بالکل خلاف ہیں بلکہ اہل سنت کے تمام فرقوں اور ملت اسلامیہ کے سلمان الثبوت کے عقائد کے عین مخالف ہیں۔ ذیل میں ان باتوں کا تجزیہ کرتے ہیں اور علیطیوں کی نشانہ کرتے ہیں۔

۱۔ کیا حضرت مهدیؑ وہی حضرت علیسیؑ ہی؟

حضرت مهدیؑ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کے متفق اجماع کے خلاف ہے۔ اگر کوئی حضرت امام مهدیؑ کی علیہ السلام کے متعلق ان رواتیوں کا مطالعہ کرے جسے بزرگ مرتبہ علماء نے اپنی معتبر کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ جیسے عبد الرحمن بن سیوطی (۶۹۱-۷۵۰) کی کتاب "غُرُفُ الْوَرْدِ فِي الْخَبَارِ الْمَهْدِيِّ" یا علامہ متفقہ ہندی (۷۰۵-۷۹۰) کی کتاب "البرهان فی علامات مهدیؑ آخر الزمان" یا حافظ بن شافعی (۷۰۸-۷۵۸) کی کتاب "البيان فی الاخبار الصاحب للزمان" یا حافظ یوسف سعید شافعی (۷۰۸-۷۵۸) کی کتاب "عَقْدُ الدُّرُرِ فِي أخْبَارِ الْمُنْتَظَرِ" یا علامہ احمد بن حجر عسقلانی (۷۹۴-۸۵۰) کی کتاب القول المختار صرف علامات المهدی المنتظر اور اس طرح کی دلیلوں کا مطالعہ کرے تو اسے اس طرح کی سیکڑوں حدیثیں میں گی جس میں اس حقیقت کی بات اعادہ و ضمانت کی گئی ہے لحضرت امام مهدیؑ علیہ السلام اور حضرت علیسی علیہ السلام دوالگ شخصیتیں میں اس لئے کہے:

الف: حضرت مهدیؑ علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہیں۔ اس طرح کی رواتیں متواتر ہیں۔ جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ رواتی نقل کی ہے:-
لَا تَقْوُمُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يَكُلِّي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ يُوَالِطِي أَسْمَهُهُ أَسْمَاهُيْ (مسند احمد ۳۸۶/۱ - سنن ترمذی ۵۲۵/۲۲۳) باب ۱/۳۸۶

قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو حکومت حاصل ہو۔ جس کا نام میراثام ہوگا۔ اس بنا پر حضرت مهدیؑ کا نام محمد ہے علیسی نہیں ہے۔

ب: حضرت مهدیؑ کا عربی ہیں اور خاندان قریش سے ہیں۔ سیفی کرمؓ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں اور حضرت علی و فاطمہ علیہما السلام کی نسل سے ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی متواتر رواتیں ہیں۔ یہ بات اتنی تیارہ تھوڑی ہے کہ بزرگ مرتبہ تابعی قیادة نے صحابی رسول جناب علیہ السلام کی مسیبہ سے دریافت کیا۔ کیا عقیدہ مهدیؑ حق ہے۔ بی فرمایا۔ ہاں قیادة نے دریافت کیا۔ کس قبیلہ سے ہوں گے؟ فرمایا قریش سے۔ دریافت کیا قریش کی کس شاخ سے؟ فرمایا بني هاشم کی کس شاخ سے؟ فرمایا عبد المطلب کی کس شاخ سے؟ فرمایا حضرت فاطمہؓ کی نسل سے۔ (عقد الدور باب ۱/۲۲۳)

ان خصوصیات کی بنا پر حضرت مهدیؑ کو جناب علیسی نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ جناب علیسی بن اسرائیل سے تھے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیسیؑ کو جناب علیسی نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ بفرض محال یا ہدای ہو سکتا ہے یا علیسی۔ دونوں تو جب کر غلام احمد دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہیں۔ تو وہ ہدای ہیں جس کا وعدہ اسلام نے کیا ہے۔ اور وہ نہ حضرت مریم کے فرزند علیسی ہماں علیسی نہ ہونا تو بالکل واضح ہے کیونکہ وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ بھی حضرت علیسی کی طرح بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ رہ گئی یہ بات کہ وہ حضرت حضرت ہدای بھی نہیں کہ تو وہ اس لئے کہ:-

الف :- ہدای بھی ہیں قریشی ہیں مطلبی ہیں فاطمی ہیں ان کا نام محمد ہے۔ جب کہ غلام احمد ان میں سے کچھ بھی نہیں ہیں۔ نام احمد ہے۔ محمد نہیں ہے مغل ہیں قریشی نہیں۔ ہندی ہیں عربی نہیں۔

ب :- حضرت ہدای مکۃ المکر میں سے مسجد الحرام سے ہجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ظہور فرمائیں گے۔ جب کہ غلام احمد قادریان سے ظاہر ہوئے۔

ج :- جب حضرت ہدای ظہور فرمائیں گے تو تکسی کا بھی ان پر تسلط نہ ہوگا۔ وہ تمام ظالموں و جاہروں سے مقابلہ کریں گے اور ہر ایک کوشش کی دلیل کے مظلوموں کے خون کا انتقام لیں گے۔ جب کہ غلام احمد انگریزوں کے وفادار تھے۔ اور ظالموں سے مقابلہ کو حرام قرار دیا تھا۔

د :- حضرت ہدای ساری دنیا پر حکومت کریں گے۔ ساری دنیا سے ظلم و جور درکریں گے۔ جب کہ غلام احمد کی حکومت پڑے قادیان پر بھی نہیں تھی۔ ان کے ظہور کے بعد ہر روز ظلم و جور میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

ه :- جب حضرت ہدای ظہور فرمائیں گے تو میں واسان سے برکتوں کی بارش ہو گئی۔ نعمتوں میں اضافہ ہو گا۔ فخر و فاقہ دور ہو گا۔ صدقہ یعنی والا کوئی نہیں ہو گا۔ جب کہ غلام احمد کے ظہور کے بعد برکتیں کم ہوئی ہیں اور فخر و فاقہ میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

و :- جب حضرت ہدای ظہور فرمائیں گے تو ساری دنیا پر بس توجید کا پریم لہرائے گا۔ کفر و شرک نا ہو رہا گا۔ باطل ادیان ختم ہو جائیں گے دین اسلام اور احکام اسلامی کی ساری دنیا پر حکمرانی ہو گی۔ جب کہ غلام احمد کے ظہور کے بعد ایسا کچھ بھی نہیں ہوا کفر و شرک اور باطل ادیانت پہلے ہی طرح بلکہ اس سے زیادہ شدید حالت میں باقی ہیں۔

ز :- حضرت ہدای کا زمانہ مسلمانوں کی عزت کا زمانہ ہو گا۔ مسلمان بھائی بھائی ہوں گے۔ باہمی اختلافات دور ہوں گے۔ ہر طرف امن دلماں ہو گا۔ دنیا میں نظم و قانون ہو گا۔ جب کہ غلام احمد کے ظہور کے بعد مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اختلافات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔

ان حکم دلیلوں سے یہ بات بالکل صاف اور واضح ہو جاتی ہے غلام احمد ہرگز ہرگز ہدای اسلام نہیں ہیں۔ سوال یہ ہے تو وہ ہیں کیا۔ تو اس سلسلے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی ایک حدیث ہے۔ میری امت میں ایسے جھوٹے پیدا ہوں گے جو تمہارے لئے تیزی روایتیں بیان کریں گے۔ ایسی روایتیں جھبھیں نہیں نہیں اور نہ تمہارے آباد وابحاد نے سنا ہو گا۔ ان لوگوں سے بہت زیادہ ہوشیار رہنا تاکہ یہ تم لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں۔

(تفسیر الدر المنثور ۱/۶ ۵۱ - صحیح مسلم ۱۲/۷)

حضرت ہدای علیہ السلام کے ظہور کی کوئی تاریخ میں نہیں کی گئی ہے۔ صرف اتنا بیان کیا گیا ہے کہ آخری زمانے میں قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے جس وقت دنیا خلਮ و جور سے بھری ہوگی۔ روایتوں میں حضرت کے ظہور کو آمد قیامت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی ایک ایک ظہور ہو گا۔ ان تمام افراد کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے جو ظہور کا کوئی وقت میں کرتے ہیں۔

بزرگ شافعی محدث شیخ الاسلام حموی (و۔ ۳۰۷) جناب علی خرا
کے ذریعہ حضرت ہدای کے ظہور کے متعلق حضرت امام علی رضا علیہ السلام
سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ جب امام سے حضرت ہدای علیہ السلام کے ظہور
کے بارے میں دریافت کیا گیا۔؟ تو فرمایا۔ یہ سوال کہ ہدای کب ظہور فرمائیں
اس سے وقت کا یعنی مقصود ہے۔ جب کہ میرے والد بزرگوار نے حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت ہدای کا ظہور
قیامت کی آمد کی طرح ہے جو بس، بیکارگی آتے گی۔

(فرائد اسٹین ۵۹۱۲۲۳۴ - ۳۲۸/۲) ایک دوسری روایت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت اس طرح بیان کی گئی ہے۔ "حضرت ہدای کا ظہور قیامت کے آنے کی طرح ہے۔ کوئی بھی اس کے وقت سے واقعہ نہیں ہے۔ اس کی آمد سامان دزین کے لئے نہایت سخت دشوار ہے وہ تو بیکارگی آتے گی۔"

(فرائد اسٹین ۳۲۸/۲) راوی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کیا حضرت ہدای کے ظہور کا وقت میں؟ فرمایا "کذب الوقاتون" ظہور کا وقت میں کرنے والے جھوٹے ہیں۔

(کافی ۱/۲۶۸ - ۲۶۸/۵) الغیبة نعانی ۲۹۳/۲ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو بھی حضرت ہدای کے ظہور کا وقت میں کرے اس کی تکذیب کرو اور اس کی تکذیب میں خونزدہ نہ ہو کیونکہ ہم نے کبھی بھی ظہور کا وقت میں نہیں کیا ہے۔

(الغیبة نعانی ۲۸۹/۳ - ۲۸۹/۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:- ظہور کا وقت میں کرنے والے جھوٹے ہیں۔ ہم نے تکذیب شدہ دنوں میں ظہور کا وقت میں کیا ہے اور نہ آئندہ میں کریں گے۔ (الغیبة طوسی ۲۲۶/۱ ح ۱۱۲) اس بنا پر کوئی بھی حضرت ہدای کے وقت ظہور سے واقعہ نہیں ہے۔ امّم مصوّرین علیہم السلام نے کبھی بھی وقت میں نہیں کیا ہے۔ جو بھی ظہور کا وقت میں کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ حضرت کاظم تو بس قیامت کی طرح بیکارگی ہو گا۔

۳۔ کیا غلام احمد ہدای اور علیسی ہیں

پہلی بحث کو یہ نظر کھتتے ہوئے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت ہدای اور جناب علیسی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ حضرت علیسی جناب ہدای کی اقتدار میں نماز ادا کریں گے ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے۔ اس بنابری ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک ہر شخص ہدای بھی ہو اور علیسی بھی ہو۔

حضرت ولی عصر کے کیوں؟

ورنہ پھر بات اپنی آخری مدت تک پہنچے گی۔” (بخاری ۱۳۱ / ۵۲)

(۲) اس میں کوئی شک نہیں کہ انہم مخصوصین علیہم السلام اپنے بشری پہلو کی بنی اپر بیماری داڑاری، خوشی و غم..... میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ تو بہت ہی شہور واقع ہے کہ جب امام حسن دام حسن علیہما السلام بیمار رخچہ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے آئے تھے جس کے بعد روزہ کی منت بتائی تھی اور جب حضرات حسین شفایاں ہو گئے تو تمام گھروں نے رونے رکھے۔ روزانہ افطار کے وقت جب سائل نے آواز دی تو اپنا افطار اس کو دے دیا اور خود نمک سے افطار کیا۔ جس کے بعد سورہ ”ھل اتی“ نازل ہوا۔

اس بنی اپر حضرت امام عصر علیہ السلام کے ساتھ بھی اسی قسم کے واقعات کا امکان ہے، جب کہ ایک بچا چاہنے والا بس یہی چاہتا ہے کہ حضرت کبھی بھی بیمار نہ ہوں اور نہ کبھی رنجیدہ ہوں۔ اسکی بنی اپر وہ دن رات حضرت کی صحبت دلسلیت کی دعائیں کرتا ہے۔ اس صحن میں ان دعاوں کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے جو انہم مخصوصین علیہم السلام سے دارد ہوئی ہیں اور اس زمانہ غیبت میں جن کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نونہ کے طور دو دعاوں کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

(الف) یونس بن عبد الرحمن نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام نے حضرت ولی عصر کے لئے برد عابر پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس دعا کو سید بن طاووسؑ اور جناب شیخ طوسیؑ نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ شیخ عبدالقیٰ علیہ الرحمہ نے فتاویٰ اممان میں دعائے عبد کے بعد اس دعا کو ذکر کیا ہے۔ دعا ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

اللَّهُمَّ ادْفُعْ عَنِّيْ وَلِيْكَ وَحَلِيقَتِكَ وَجُنْحَنَّكَ عَلَى خَلْقِكَ

جب حضرت امام نہدی علیہ السلام کی صحبت وسلامت کے لئے دعا کی جاتی ہے یا حضرت علیہ السلام کے لئے صدقہ نکالا جاتا ہے۔ تو بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں حضرت کی بنی اپر تو ساری دنیا صحیح دسالم ہے ان کی بدولت یہ کائنات قائم ہے ان کے لئے دعا کرنے کیا مفہوم؟ اور حضرت ہمیں کے صدقہ میں سارا عالم زمین و آسمان باقی ہے۔ اس لئے حضرت کے لئے صدقہ کیا ضرورت؟ ذیل میں بحوالہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ ۹۔

(۱) حضرت کے سلسلے میں ہماری بادشاہ کی خدمت کے مانند ہے جو ایک محتاج و مسکین عنیزم ترین بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس نذرانے کا مقصد یہ ہے کہ فقیر و مسکین بادشاہ کی عنایتوں کا محتاج ہے۔ اور بادشاہ کی توجہ حاصل کرنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ بادشاہ کو اس نذرانے کی احتیاج ہے۔ بہرہ ایک نذرانہ ہے جو غلام اپنے آقا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(۲) روایات کے مطابق حضرت علیہ السلام باتوں میں ہے جس میں ”بدار“ واقع ہو سکتا ہے۔ اگر ہم واقعہ دل سے دعا کریں تو عین ممکن ہے کہ ظہور جلد ہو جائے اور اس کی معینۃ مدت کم ہو جائے۔ ”جب بنا اسرائیل پرختیاں زیادہ ہو گئیں اور یہ مدت طولانی ہو گئی تو بنی اسرائیل نے خدا بارگاہ میں خوب خوب فریاد کی اور رورکر اور گڑا گڑا کر دعائیں مانگیں جس کی بنی اپر خداوند عالم نے حضرت موسیٰ اور جناب ہارون علیہما السلام کو ان کی نجات کے لئے بھیجا اور معینۃ مدت سے ۲۰ ارسال کم کر دیتے۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر تم بھی اسی طرح کرو تو خدا ہماری پریشانیوں کو دور کر سکتا ہے اور ظہور جلد ہو سکتا ہے

.....وَأَعْذُّهُ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ مَا خَلَقْتَ ... وَاحْفَظْهُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمْينِهِ وَعَنْ شَمَائِلِهِ
وَمِنْ قُوْقَهِ وَمِنْ حَجَتِهِ ...

خدایا اپنے ول اپنے جانشین اور مخلوقات پر اپنی جنت سے ہر رخ
وغم کو دور کر دے اور انھیں تمام مخلوقات کے شر سے محفوظ رکھ
اور ان کی ہر طرح حفاظت فرم۔ آگے سے، تیچھے سے، دائیں جانب سے ،
اوپر کی طرف سے، نیچے کی طرف سے
یہ دعا و صفات پر مشتمل ہے۔

(ب) حضرت ولی عصر علیہ السلام کے پہلے نائب جناب عثمان بن
سعید نے محمد بن ہمام کو یہ دعا لکھواں اور اس کے پڑھنے کا حکم دیا۔ سید بن
طاوس علیہ الرحمہ کا کہنا ہے اس دعا سے ہرگز غفلت نہ کرو اس دعا کی خدا کے
نزدیک عظیم مزلاں ہے اور عجیب ثواب ہے۔ جناب شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے
مفاسیح الجنان (فارکھاص ۵۸۸ - اردو ص ۵۸۸) پر یہ دعا ذکر کی ہے۔

یہ دعا "دعا کے غیبت امام زمان" کے نام سے مشہور ہے۔ اس دعا کی استادا
اس طرح ہوئی ہے:

**اللَّهُمَّ عَرَفْتُ نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعْرِفْنِي
نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ رَسُولَكَ اللَّهُمَّ عَرَفْتُ رَسُولَكَ
فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعْرِفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حَجَتَكَ
اللَّهُمَّ عَرَفْتُ حَجَتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعْرِفْنِي حَجَتَكَ
ضَلَّلْتُ عَنِ دِينِي**

خدایا! تو خود اپنی معرفت مجھے عطا کر گیونکہ اگر تو نہ اپنی معرفت مجھے
عطانہ کی تو میں تیرے رسول کو ہرگز نہیں پہچان سکوں گا۔ پروردگار اب مجھے
خود اپنے رسول کی معرفت عطا کر اگر تو نہیں اپنے رسول کی معرفت نہ بخشی تو میں
ہرگز تیری جنت کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ پروردگار اب مجھے اپنی جنت کی
معرفت عنایت کر گیونکہ اگر تو نہیں اپنی جنت کی معرفت عنایت نہ کی تو میں
اپنے دین سے بھٹک جاؤں گا۔

اس کے علاوہ یہ دعا یعنی قوت جو هر ایک کی زبان پر ہے۔ **اللَّهُمَّ
كُنْ لِوَلِيَّكَ الْحُجَّةِ بَنِ الْحُسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ
وَعَلَى ابْنَاءِهِ** یہ دعا خود دعا کے سلامتی امام
زمان علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کی سلامتی کے لئے دعا کرنے نہ صرف
نامناسب نہیں ہے بلکہ ایک عمدہ اور سخت کام ہے جس کا حکم ائمہ مصویں علیہم السلام
نے دیا ہے اور اس کا طریقہ بھی تعلیم کیا ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ یہ ہے جب خود مون کسی مرض وغیرہ میں مبتلا ہنگا ہے
تو کس طرح ترپ کر دعا کرتا ہے۔ اور امام تو اس کے نزدیک خود اس کی جان
سے زیادہ عزیزی میں جن کو وہ اپنے اہل و عیال، خاندان و عشیرہ سے زیادہ دوست
رکھتا ہے اور رکھنا فرض ہے اور ان کے لئے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے
تو پھر ان کے لئے کیوں کر دعا نہ کرے گا اور بغیر دعا کے اس کو کس طرح سکون
ملے گا۔

(۳۲) ہم سب امام علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کے مشتاق ہیں

یہ عظمت و مزلاں اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ راہ کی
تمام رکاوٹیں دور نہ ہو جائیں اور اس سلسلے میں دعا نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے
اس صورت میں اگر ہم تمام رکاوٹیں بر طرف ہونے کی دعائیں کر رہے ہیں تو
در اصل ہم خود اپنے حق میں دعا کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں زرا حضرت ولی عصر
علیہ السلام کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ "أَكْثُرُهُمْ لِلَّذِي عَاهَهُنَّ عَاجِلٌ
الْفَرَجُ هَنَّ ذَلِكَ فَرَجُكُمْ" (بخاری ۱۸/۵۳)

فہرست میں تعجیل کی زیادہ سے زیادہ دعائیں کرو گیونکہ اس میں خود ہماری
بھلائی ہے۔

(۵۱) اب جب یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے لئے
دعا کرنا ایک مددو خ فعل ہے مسحت عمل ہے۔ ائمہ مصویں علیہم السلام نے ان
کا حکم دیا ہے اور اس کا طریقہ بھی تعلیم فرمایا ہے۔ ذیل میں حضرت کے لئے دعا کے
چند فوائد ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اس دعائیں خود ہماری بھلائی ہے۔ (۲) اس کے ذریعے نعمتوں میں
اضافہ ہوتا ہے۔ (۳) اس کے ذریعے باطنی محنت کا انطاہ ہوتا ہے۔ (۴) ایضاً
کی علامت ہے۔ (۵) ائمہ مصویں علیہم السلام کی یاد تازہ رکھتا ہے۔ (۶) شیطان
کو مایوس کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۷) آخری زمان کے فتنوں سے بخات کا ذریعہ ہے۔

(۸) حضرت کے بعض حقوق ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۹) خدا اور دین خدا کی تنظیم کا ذریعہ
ہے۔ (۱۰) امام علیہ السلام کے حکم کی اطاعت ہے۔ (۱۱) قیامت میں ان کی شفاعت
کر جسونا کا ذریعہ ہے۔ (۱۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ
ہے۔ (۱۳) خدا کے حکم کی اطاعت ہے۔ (۱۴) قبولیت دعا کا ذریعہ ہے۔

(۱۵) اجر سمات ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۱۶) بلا میں دور کرنے کا ذریعہ ہے۔
(۱۷) وسعت رزق کا ذریعہ ہے۔ (۱۸) مغفرت گناہ کا ذریعہ ہے۔ (۱۹) حضرت
سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ (۲۰) ظہور کے وقت دربارہ زندہ ہونے کا ذریعہ
ہے۔ (۲۱) اصحاب بنی میں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔ (۲۲) نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اور ائمہ مصویں علیہم السلام کی روشنی کی پیر دی ہے۔ (۲۳) خدا
کے عہد کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۲۴) وہ ثواب ملے گا جو دالین کے حق
میں دعا کرنے کا ہے۔ (۲۵) امامت کی رعایت ہے۔ (۲۶) دل میں امام کی محبت
کے اضافہ کا سبب ہے۔ (۲۷) طول عمر کا سبب ہے۔ (۲۸) نیکی اور نعمتوں میں
تعاون ہے۔ (۲۹) دشمنوں پر دین خدا کی نصرت و غلبہ کا ذریعہ ہے۔ (۳۰)

قرآن کریم کے نور صدایت سے استفادہ کا ذریعہ ہے۔ (۳۱) اصحاب عرفان
کے نزدیک شناخت کا ذریعہ ہے۔ (۳۲) آخرت کی سختیوں سے بخات کا
ذریعہ ہے۔ (۳۳) سکرات کے موقع پر بشارت کا ذریعہ ہے۔ (۳۴) خدا اور
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آداب پر سیدیک کہنا ہے۔ (۳۵) حضرت ایمرون بن
علیہ السلام کے ساتھ ان کے درجہ میں رہنے کا ذریعہ ہے۔ (۳۶) خدا کے محبوں
ترین بندوں میں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔ (۳۷) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک محبوب ہونے کا ذریعہ ہے۔ (۳۸) اہل جنت میں شامل ہونے کا ذریعہ
حمد (۳۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔
(۴۰) عبادت کی مزید ترقیت حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ (۴۱) اس دعا کے ذریعہ
اہل زمین سے آفستیں دور ہوتی ہیں۔ (۴۲) مظلوم کی اعانت کرنے کا ثواب ہے۔

(۴۳) بزرگ کی عزت کرنے کا ثواب ہے۔ (۴۴) امام حسین علیہ السلام کے

ادھر بھی اک نگاہ طائرانہ

بورا زہستی کون دمکاں ہے
قدم سے جس کے قائم اسماء ہے
جو اس ہستی کا میسر کارداں ہے
جو پیر دیسے میں نہاں ہو کر عیاں ہے
جو حاکم ہے جہاں کا غائبانہ

امام عینی گردول نشیں ہے
وصی رحمتہ للعالمیں ہے
اسی کا تخت پر رخ ہفتیں ہے
مدار ہستی اہل زمیں ہے
اسی کے ہاتھ میں ہے آپ داد

خدا کیسے کھوں ہاں ناخدا ہے
تو ہی موت و بقا کا مدعا ہے
خدا کے حکم سے حاجت رو لہے
سو اے اور سو اے ماسوا ہے

تیرا منشا خدا کا کارخانہ
فرستہ بادلوں پر حکمراں ہو
ملک باب فلک پر پاسباں ہو
ہر اک گلشن میں جب اک باغباں ہو
نیکوں تو حاکم کون دمکاں ہو

تیرا حق ہے جہاں پر مارکانہ
قرکے نور، ذروں کی چک میں
گلوں کے رنگ، سبزے کی مہک میں
جنوں کے ملک میں بزم ملک میں
سکون ارض میں، دور فلک میں

تیرافرمان جاری حاکمانہ
جو ان کفنه کی اٹھلا رہی ہے
کوئی ناگن ہے جو بل کھارہی ہے
فضا پر مادیت چھارہی ہے
خسر لینا شریعت جارہی ہے
لٹ جاتا ہے ایساں کا خزانہ

تری فرقت میں اب برپا ہے ماتم
جو سرد صنتے ہیں اگل روئی ہے شبم
فلک پر منتظر ہے اب نے مریم
غند اکے واسطے اے جان عام
ادھر بھی اک نگاہ طائرانہ

خون کا بدلہ لینے کا ثواب ہے۔ (۴۵) امیر المؤمنین علیہ السلام کی دعائیں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔ (۴۶) قیامت کی پیاس سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ (۴۷) جنت میں ہمیشہ رہنے کا ذریعہ ہے۔ (۴۸) شیطان کی ناک رگڑنے کا ذریعہ ہے۔ (۴۹) قیامت میں مخصوص تحفہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۵۰) جنت کے خدام اس کی خدمت کریں گے۔ (۵۱) جب تک اس دعائیں مشقول رہے گا اس اللہ کی رحمت کے سایہ میں رہے گا۔ (۵۲) جس مجلس میں حضرت کے لئے دعا کی جاتی ہے وہاں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ (۵۳) جو یہ دعا کر رہے خدا اس کے ذریعہ مبارکت ہوتا ہے۔ (۵۴) اس کے لئے ملائکہ استفار کرتے ہیں۔

(۵۵) الْمَعْلُومُ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بعد بہترین انسانوں میں شمار ہوتا ہے۔

(۵۶) ائمہ مصوّمین علیہم السلام کے احکام کی اطاعت ہے۔ (۵۷) خدا کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۵۸) رسول خدا صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خون کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۵۹) خدا کے نزدیک بہترین عمل ہے۔ (۶۰) دعا کرنے والے کو انشاء اللہ خدا جنت میں حاکم قرار دے گا۔ (۶۱) حساب و کتاب آسان ہو گا

(۶۲) بزرخ اور قیامت میں انس و محبت کا سبب ہے۔ (۶۳) غم زاکل ہونے کا ذریعہ ہے۔

(۶۴) امام وقت کے حق میں بہترین دعا ہے۔ (۶۵) اس کے حق میں ملائکہ دعا کرتے ہیں۔ (۶۶) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے دعائیں شامل ہونا ہے۔ (۶۷) شقیلین سے تمک ہے۔ (۶۸) ائمہ کی مضبوط رسمی سے تمک ہے۔

(۶۹) ایمان کے کمال کا ذریعہ ہے۔ (۷۰) تمام بندوں کا لذاب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۷۱) شعائر الہی کی تنظیم ہے۔ (۷۲) ان لوگوں کے ثواب کا حصول ہے جو رسول خدا صل اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شہید ہوئے۔

(۷۳) ان لوگوں کے ثواب کا حصول ہے جو حضرت قائم کے پریم تھے شہید ہوئے۔

(۷۴) حضرت کے حق میں نیکی کرنے کا ثواب ہے۔ (۷۵) عالم کی عزت کرنے کا ثواب ہے۔

(۷۶) کرم کی عزت کرنے کا ثواب ہے۔ (۷۷) ائمہ مصوّمین علیہم السلام کے زمرے میں محسور ہونے کا ذریعہ ہے۔

(۷۸) جنت میں درجات کے اضافہ کا سبب ہے۔ (۷۹) شہزادے بلند ترین درجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۸۰) حضرت زہرا سلام اللہ علیہماکی شفاقت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

یہ تھے حضرت جنت علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کے چند فوائد،

یہ صرف عنوانات ہیں۔ تفصیلات مضمون کی حدودے خارج ہیں۔ البتہ اس بات

کی طرف اشارہ کرتے چلیں جام الفضائل والکمالات حضرت الحاج میرزا محمد تقی موسوی اصفہانی طاپ شاہ نے اپنی گرانقدر کتاب "مکیال المکارہر

فی فوائد الد عالم القائم" میں (یہ کتاب مولف نے خود حضرت جنت علیہ السلام کے حکم سے رکھا ہے۔ یہ کتاب دو جلدیں میں عربی میں ہے اس کا فارسی میں ترجمہ بھی ہوا ہے

کتاب اپنے موضوع میں الفرادی حیثیت رکھتی ہے۔) ان تمام عنوانات سے

تفصیلی بحث کی ہے اور ہر عنوان کے ذیل میں آئیں اور رد ایکیں پیش کی ہیں۔ تففیل کے خواہاں افراد اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

خداؤند عالم چہارہ مصوّمین علیہم السلام کے صدقے ہم سب کو یہ توپیں عطا فرمائے کہ حضرت جنت علیہ السلام (ان کے خاک قدم پر ہر اردو جاہیں شار)

کے لئے دعا کر سکیں اور کل نہور کے وقت ان کے غلاموں میں شمار ہو سکیں۔



”الكافی“ کی کتاب الصیام کے باب ”الدعا فی العشر الاواخر“ (yah مبارک کے آخر دعیے کی دعائیں) کے ذیل میں جو تھی حدیث حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے معتبر صحابی جناب ”محمد بن علیسی بن عبید“ کے ذریعہ ائمہ مصوّبین علیہم السلام سے یہ دعائی فرمائی ہے۔ (الكافی ۳/۱۶۲)

جیلیل القدر عالم جناب میدین طاووس علیہ الرحمہ (متوفی۔ ۴۴۳) نے اپنی کتاب ”فضح الشبّق“ (یہ کتاب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب ”فضح الشبّق“ کا تخلیق ہے) میں جیلیل القدر بزرگ ابو الفرج محمد بن علی المعروف ابن ابی قرۃ (پانچویں صدی کے عظیم محدث) کی کتاب ”غل شهر رمضان“ سے ان کی اسناد کے ذریعہ علی بن حسن بن فضائل سے انھوں نے محمد بن علیسی بن عبید سے اور انھوں نے ائمہ مصوّبین علیہم السلام سے یہ دعائی فرمائی ہے۔

بزرگ مرتبہ محدث جناب شیخ تقی الدین ابراہیم بن علی کفعمی (متوفی ۹۰۵) نے اپنی کتاب ”جُنْتَ الْأَمَانِ الْوَاقِيَةِ“ (المشهور بصیار کفعمی) میں انھیں مذکور اسناد سے یہی دعا مختصر سے تفاوت کے ساتھ ذکر فرمائی ہے۔

اس بنابریہ جیلیل القدر دعا اکثر ماخذ میں امام علی نقی علیہ السلام کے معتبر صحابی محمد بن علیسی کے ذریعہ ائمہ مصوّبین علیہم السلام سے نقل ہوئی ہے۔

دعائے اللہم کن لولیک اس عظیم الشان دعاویں سے ہے جسے شیعیان حیدر کرا، ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانے میں مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ امام وقت اور ولی عصر کے تعلق سے اپنی اس ذمہ داری کو انجام دے رہے ہیں۔ اور اس دعا سے روحانی دعویٰ فیض حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند عالم کے فضل و کرم سے یہ سنت دنیا کے تمام شیعوں کے درمیان رائج ہے اور وہ روزانہ ہی اس عظیم دعا کی تلاوت کرتے ہیں۔ تلاوت کے دروان اگر اس دعا کے مطالب و مفہوم پر توجہ ہے تو اس کے معنوی اثر اور ملکوتی تاثیریں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اس خیال سے اس دعا کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ دنیا کے تمام شیعہ، محبان اہلیت علیہم السلام اور یوں فہرست کا انتشار کرنے والے اس عظیم الشان دعا سے مزید استفادہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں ہمارا یہ مضمون ساتھ ہموں پر مشتمل ہے۔

۱- سند دعا: بزرگ مرتبہ شیعہ محدث حضرت شفیقۃ الاسلام شیخ البیضاوی محمد بن یعقوب بلینی (متوفی۔ ۳۲۹) نے اپنی عظیم المزلت کتاب

وپریشان ہیں۔ لیکن خداداد محرفت کی بنای پر شخص فطری طور پر اسے پہچانتا ہے اور اس کا اقرار کرتا ہے۔

”کوں“: کان یکوں سے فعل امر ہے۔ یعنی ہو جا۔ اس لفظ کے ذریعہ ہم حضرت امام مهدی علیہ السلام کے لئے خداوند عالم سے چھپڑوں کا بواں کر سے ہیں۔

لَوْلِيْتَک۔ لام خصوصیت کے لئے ہے اور ولی میں سے صفت مشبہ ہے یعنی سرپرست اور تصرف۔ ولی یعنی سرپرست اور صاحب تصرف "لے" خداوند عالم کی طرف اشارہ ہے "ولیتک" یعنی وہ سرپرست اور صاحب تصرف جسے خود تو نے معین کیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی دلایت و حکمیت خدا کی طرف سے ہے اور خدا ہی نے آپ کو امام بنایا ہے۔

الحجۃ بن الحسن۔ کافی کی روایت جو سبے قدیم روایت ہے۔ کے مطابق اس جگہ پر حضرت امام مهدی علیہ السلام کا اسم مبارک بطور خاص ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ ”فلان بن فلان“ کا ذکر ہے۔ تاکہ اس جگہ پر ہزار نے کے شیعہ (حضرت ولی عصر سے پہلے) اپنے زمانے کے امام کا نام ذکر کر سکیں اور اپنے امام وقت کے تعلق سے اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔ لیکن جناب سید بن طاووس کی روایت میں ”حجۃ بن الحسن المہدی“ اور شیعہ کفعمی کی روایت میں ”محمد بن الحسن المہدی“ کا ذکر ہے۔ اس سے یہ پستہ چھلتا ہے کہ یہ عبارت علماء رضوان اللہ علیہم کے ذریعہ فلان بن فلان کی جگہ پر ذکر کی گئی ہے۔ بہرحال ”حجۃ بن الحسن“ حضرت امام مهدی علیہ السلام کا لقب اور ”محمد بن الحسن“ حضرت کا اسم مبارک ہے۔ ان روایتوں کے مطابق جن میں حضرت کا نام لینے کی ممانعت کی گئی ہے فلان بن فلان کی جگہ ”حجۃ بن الحسن“ کا ذکر زیادہ بہتر ہے۔

”صلواتُك“، صلوٰت ”صلو“ سے ہے جس کے مبنی ہیں۔
دعا و رحمٰت خدا۔ خداوند عالم کی بے پناہ رحمٰت بوجو قربِ الٰہی اور کمالات
کی فضائالت ہے۔

”عَلَيْهِ وَعَلَىٰ أَبَائِهِ“ - ”علی“ یا ظرف ہے۔ اور یا حرف جر۔ یعنی ان پر۔ ساقف۔۔۔ ضمیر“ لا“ دلوں بکھر حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق ہے۔ ”اباء“ اب کی جمع ہے یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے آباء و اجداد۔ حضرت امام خن عسکری علیہ السلام سے حضرت خاتم المرسلینؐ تک ان میں سے پہلے معصوم پیغمبر کرم خدا کے رسول اور لقب امام ہیں۔

”فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ“ ^{أي ”ساعة“ سور}
سے ہے: بین وقت اور زمانہ۔

”ولیا“ جیسا کہ گذرچکا اس کے معنی ہیں سرپرست اور حصہ تصرف۔ یعنی اے خدا حضرت ولی عصر کے لئے تو سرپرست اور دلی ہو جا اور ان کے امور کو تو اپنے مانگھوں میں لے لے۔

”وَحَافِظًا“ حافظ حفظ سے ہے یعنی پر خطرہ اور آافت دبلا سے حفاظت کرنے والا۔ دعا کا یہ جملہ معارف الٰہی کی اس عظیم حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ تمام انبیا اور ائمہ علیہم السلام چونکہ تمام انسانوں کے لئے نعموتہ ہیں خدا کی عطا کر دہ تمام قدرت، علم و حکمت کے سامنہ ساختھ

۲۔ عبارتِ دعا: جیسا کہ بیان کیا گی جناب شیخ ابو جعفر
کلینیز کی عبارت سید بن طاؤوس اور شیخ کفعی کی عبارت سے ذرا مختلف ہے
ذیل میں ہر ایک کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

الفت : - جناب شیخ گلپی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ شب قدر ماه مبارک
رمضان کی نیسوی شب میں یہ دعا سجدہ قیام، فتوود، اور ہر حال میں بلکہ پورے
ماہ مبارک میں تھی وقتوں بھی ممکن ہو، جس وقت بھی یاد کئے اس وقتو
خداوند عالم کی حمد و شنا اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام کے بعد
یہ دعا بڑھتے ہے۔ **اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوْلَيْكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ**
وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيَأْتِنَا صَرَاطَ الْمِيَلَادِ قَاتِدًا وَعَوْنَانًا (عَيْنَا)
حتى تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمْتَعَهُ فِيهَا طَوْيِلاً .

بـ جناب سید بن طاووس نے مذکورہ وقت اور طرز کے بیان کے بعد عاس طرح نقل فرمائی ہے۔ اللہم کُنْ لَوْلَيْكَ الْقَاعِدُ بِأَمْرِكَ الْجَهَةُ
بْنُ الْحَسَنِ الْمُهَدِّدِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَبَائِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلَيْا وَحَافِظَا وَقَائِدًا وَنَاصِراً
رَدِيلًا وَمُؤْيدًا حَتَّى تُشْكِنَهُ أَرْضَكَ طَوْمَانَ سَمَّكَهُ فِيهَا طُولًا
وَغَرْصًا وَجَحْلَةً وَدُرْبَيْتَهُ مِنَ الْأَعْمَمَةِ الْوَارِثَيْنِ اللَّهُمَّ انصُرْنَا
وَآتِنَا رَبِّهِ وَاجْعَلِ النَّصْرَ مِنْكَ لَهُ وَعَلَى بَيْدَهُ وَاجْعَلِ النَّصْرَ
لَهُ وَالْفَتْحَ عَلَى وَجْهِهِ وَلَا تُوَجِّهِ الْأَمْرَ إِلَى غَيْرِهِ اللَّهُمَّ
اطْهَرْنَا بِهِ دِينَكَ وَسَنَّةَ نَبِيِّكَ حَتَّى لَا يَسْتَحْقِي بَشَرٌ مِنَ الْعَنْ
مَحَافَةِ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَدْعُكَ إِلَيْكَ فِي دُولَةِ
كَرِيمَةٍ تُعْزِّزُهَا الْإِسْلَامُ وَأَهْلُهُ وَتُذَلِّلُهَا التِّفَاقُ وَأَهْلُهُ
وَتُجْهَدُنَا فِيهَا مِنَ الدُّعَاءِ إِلَى طَاعَتِكَ وَالْقَادَةِ إِلَى سَيِّدِكَ
وَاتِّسَافِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَفِتَاعَدْ أَبَ المَارِ
وَاجْمَعْ لَنَا خَيْرَ الدَّارِيْنَ وَافْصُنْ عَنَّا جَمِيعَ مَا تَحْبُّ فِيهَا
وَاجْعَلْ لَنَا فِي ذَلِكَ الْخَيْرَةِ بِرَحْمَتِكَ وَمِنْكَ فِي عَافِيَةِ أَمِينِ
رَبِّ الْعَالَمَيْنِ وَرَدِنَامِنْ قَضْلَكَ وَيَدِكَ الْمُلْأَءِ وَفَاتَ كُلَّ
مَعْطِيٍّ نَفَصُ مِنْ مُلْكِهِ وَعَطَاهُكَ يَزِيدُ فِي مُلْكِكَ

بِحَاجَةٍ لِفِي الدِّينِ لَعْنَى نَهْبَهُ مِذْكُورَهُ مَقْدِمَاتٍ اُوْرَطَرَزَ كَذِكَرَكَ
يُعَدُّ دُعَاً كَجَاهَ اس طَرَحَ نَقْلَ قَرْمَالَى هَيْهَ - أَللَّهُمَّ كُنْ لِولَيْتَكَ مُحَمَّدَنْ الْحَسَنَ
الْمُهَمَّدَى فِي هَذِهِ الشَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلَيْلَةٍ وَحَافِظُوا قَائِدًا
وَنَانَا صِرَارًا وَذَلِيلًا وَعَيْنَا حَتَّى تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ طَوْعًا وَثَمَمْتَعَهُ
فَنَهَا طَمْرُلا -

۲۳۔ شرح دعا: آج کل جو دعا شیعوں کی زبان پر جاری ہے وہ جانب شیخ کغمی کی روایت سے زیادہ نزدیک ہے۔ اس بنابر اسی دعا کی شرح کر رہے ہیں تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

”اللَّهُمَّ يَرِدْ رَأْصَنْ يَا اللَّهُ هَنَّا“ اور روایتوں کے مطابق ایش“ اور“الله“ سے بنائے۔ اور“الله“ دلم“ سے ہے جس کے معنی ہیں سیرت۔ یعنی اللہ وہ حقیقی عبود ہے جس کی صرفت میں سب جران

دعا ہے جو بھی بھی رہنیں ہوتی ہے اس طرح کی دعائیں حقیقی توحید کی ترجیحی کرتی ہیں۔ انسان کتنا ہی کمال کی منزلوں پر فائز ہو جائے اور کتنے ہی عظیم درجات حاصل کرے پھر بھی وہ مخلوق ہے اور خدا کا محتاج ہے وہ کسی بھی منزل پر خدا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے ”یَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ“ (فاطر ۱۸) اسے لوگوں سے سب خدا کے محتاج ہوا اور خدا سب سے بے نیاز ہے۔ اس بنابر ان دعاوں کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام ہمارے یا ہماری دعاوں کے محتاج ہیں۔ بلکہ وہ صرف خدا کے نیازمند ہیں اور یہی واقعی اور حقیقی توحید ہے لہذا ان دعاوں کے ذریعہ نہ صرف حضرت کے لئے خداوند عالم کی زیاد عنایتوں کا سوال کرتے ہیں۔ بلکہ دراصل ان دعاوں کے ذریعہ ہم خاندانِ عصمتِ طہارت سے اپنی محبت اور انبتگی کا انتہا کرتے ہیں۔

۲۴۔ دعا کا تحریک: خدا یا اس وقت اور ہر وقت اپنے ولی ہतھ جھٹے بن احسن (ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر درود وسلام ہو) کے لئے سر پرست، محافظ، قائد، مددگار، رہنماء و زنگہبان ہو جا یہاں تک کہ انہیں اپنی زمین پر اس طرح حکومت و سکونت عطا فرماؤ کہ تمام (اہل) زمین ان کے مطیع دفرا نبذردار ہوں اور طولانی مدت تک انہیں زمین میں ہبہ منفرما۔

۵۔ دعا کا وقت: دوسرے عنوان کے ذیل میں ذکر کرچکے یہ دعاء ماہ مبارک کی ۲۲ دنی شب قدر کے مخصوص اعمال میں ہے۔ لیکن ہمیسا کہ بیان کیا گیا کہ دعا پورے ماہ مبارک رمضان میں اور جس وقت بھی یاد آئے برابر پڑھی جاسکتی ہے۔ اس بنابر عظیم دعا کو چہ ۲۲ ویں شب کے اعمال میں شامل ہے لیکن ہر فرمت اسی ایک شب سے مخصوص نہیں ہے۔ سال بھر ہر وقت پڑھ جاسکتی ہے۔ خاص کر اس بیان کو پیش نظر کھٹے ہوئے ”قیام قوود، سجده، اور جس وقت نہار سے لے کر ممکن ہو اس کو برابر پڑھتے رہو۔“ اس لئے یہ مبارک و عظیم دعا قوت میں، تعمیبات نماز میں، نوافل میں... اور جس وقت بھی موقع ہو پڑھی جائے۔ موجب اجز و ثواب ہے۔ اس بنابر صرف ایک مرتبہ پڑھنے سے ہماری ذمہ تمام نہیں ہو جاتی ہے بلکہ اس کو روزانہ یا بار بار پڑھنا چاہئے۔ (۱)

۶۔ دعا کے ادب: حدیث میں اس دعا کے کوئی خلا ادب ذکر نہیں کئے گئے ہیں صرف اتنا ہی بیان کیا گیا ہے کہ خداوند عالم کے حمد و شنا اور محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود وسلام کے بعد یہ دعا پڑھنا چاہئے اس لئے کم از کم بسم اللہ اور صلات کے بعد یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

۷۔ دعا کے اثرات: یہ دعا حضرت امام محدث علیہ السلام کی یاد اور ان پر درود وسلام سے عبارت ہے۔ اس کے بہت زیادہ اثرات ہیں۔ ذیل میں صرف چند اثرات کا ذکر کرتے ہیں۔
الف: زیادہ ارباب امور اور صفات کے لگائیں اضافہ کرتا ہے۔ اسے

وہ انسانی زندگی کے بھی حامل تھے۔ وہ کھانا کھاتے تھے۔ شادی کرتے تھے۔ بیمار ہوتے تھے۔ دنیوی مشکلات سے درجہ رکھتے تھے۔ جوانی پیری اور پر طاری ہوتی تھی۔ بیوت سے ہم کار ہوتے تھے..... دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوتے تھے..... اس بنابر اس دعائیں ہم خداوند عالم سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کو ہر طرح کی آفت و بلائے محفوظ رکھے۔

”وقائیداً“ قائد ”قد“ سے ہے۔ یعنی زبردی اور قیادت لغوی اعتبار سے قائد اس کو کہتے ہیں جو لام بکڑ کر آگے جلتا ہے۔ جو نکر رہبر بھی قوم کو آگے لے جاتا ہے اس لئے اس کو قائد کہتے ہیں۔

”وناصراً“ ناصر نصر سے ہے۔ یعنی مدد و نصرت۔

”وَكَلِيلًا“ دلیل ”دل یہاں“ سے ہے۔ یعنی رہنمائی۔ اسی لئے رہنماؤ دلیل کہتے ہیں۔

۸۔ دعائنا: عین سے ہے۔ یعنی نگہبان ”حَتَّى لَسْكَنَهُ أَرْضَكَ طَوْعًا۔“ حتیٰ حرفاً جرسے اور انتہا کو بتاتا ہے۔ ”تَكَنْ“ سکن سے ہے باب افعال سے ہے اور جنی کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی سکونت عطا کرنا۔ ”طَوْعَ“ مصدر رہے یعنی اعلان و فرمابندراری۔ ارض کے لئے حال ہے۔ یعنی ان کو زمین میں سکونت عطا فرمایاں اس طرح کہ زمین ان کی طبع و فرمابندرار ہو۔ یعنی حضرت کے ظہور پر نور کے بعد ساری دنیا پر حضرت کی حکومت ہو اور چیز چیز پر ان کی حکمرانی ہو۔

”وَشَمِيقَةً فِيهَا طَوْلَيَا۔“ شمع ”شم“ سے ہے اور باتفاق پیسے ہے۔ یعنی بہرہ مند گرنا۔ ”فِيهَا“ زمین کی طرف اشارہ ہے۔ ”طَوْلَيَا“ نیشن کا مفعول فیہے ہے۔ یعنی حضرت کی حکومت کی عمر بذلت طولانی ہو۔ اس جملہ سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت کی حکومت کی مدت میں بذار واقع ہو سکتا ہے اور عین شدہ مدت (۱۰ سال۔ ۹ سال۔ ۸ سال۔ ۷ سال۔ ۶ سال۔ ۵ سال۔ ۴ سال۔ ۳ سال۔ ۲ سال۔ ۱ سال) میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ یہ مدت حرف آخر نہیں ہے۔

دعا کے ان فقروں کے ذریعہ ہم خداوند عالم کی بارگاہ میں حضرت امام محدث علیہ السلام کے لئے ۸ پیزروں کا مطابقہ کرتے ہیں۔ دعا کے آخری فقرے دعا کی روح ہیں اور اصل مقصد ہے۔ ہم نے خدا سے ان پیزروں کی درخواست کی ہے۔ ۱۔ حضرت کے لئے خداوند عالم کی سرپرستی اور ولایت۔ ۲۔ خدا کی حفاظت و نگرانی۔ ۳۔ خدا کی قیادت و رہبری۔ ۴۔ خدا کی نصرت و مدد۔ ۵۔ خدا کی رہنمائی۔ ۶۔ خدا کی نگہبانی و مراقبت۔ ۷۔ زمین پر حضرت کی حکومت۔ ۸۔ اور طویل مدت تک حکمرانی۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ خداوند عالم کی بارگاہ سے حضرت محدث علیہ السلام کے لئے ان پیزروں کے مطابقہ کا مقصد ہرگز نہیں ہے کہ خدا نخواستہ خدا نے انہیں پھوڑ دیا ہے یا نفوذ باشد حضرت ہماری دعاوں کے محتاج ہیں یہ دعائیں اس لئے ہیں کہ خداوند عالم کی عنایتیں درجتیں محدود نہیں ہیں۔ اس بنابر خداوند عالم کی جتنی بھی زیادہ عنایتیں درجتیں حضرت کے شامل حال ہوں پھر یہی ان میں اضافہ کا امکان ہے کیونکہ وہ عنایتیں ہمارے لحاظ سے لکن، یہ لا محدود ہوں لیکن خدا کے لحاظ سے محدود نہیں ہیں۔ جس طرح محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود وسلام ہے ہم پر صلوٰات کے ذریعہ خداوند عالم کی بارگاہ میں محمد وآل محمد علیہم السلام کیلئے مزید رحمتوں کا سوال کرتے ہیں اور یہ صلوٰات وہ

امام مهدی علیہ السلام کے لئے خداوند عالم کی مزید سرپرستی حفاظت.....
میں اضافہ دراضافہ کے لئے ہبھیشہ دست بدعا رہتے ہیں اور اس بات کی تمنا
رکھتے ہیں کہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی ذات بابرکت ہر طرح کے خطرات
بلاؤں اور آفتوں سے زیادہ سے زیادہ محفوظ رہے۔ اور ہمارے امام زمانہ کو
کوئی بھی رنج و غم نہ پہنچنے پائے۔ یہ تو وہ کمترین تمنا ہے جو ایک دوست اپنے
محبوب کے لئے رکھتا ہے۔ خاندان عصمت دھماڑت کے لئے یہ دلی تمنا کچھ
اور ہمیزی زیادہ ہے۔

د : اگر ہم حضرت کی بارگاہ میں برابر دعا وسلام کا نذر انہیں کریں
کے تو یقیناً حضرت بھی جواب سلام دیں گے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں شامل
کریں گے۔ کیونکہ حضرت کریم بن کریم ہیں۔ اور حضرت علیہ السلام کے سلام
اور ان کی دعاؤں سے بڑھ کر کسی اور نعمت کا کیا تصور کیا جاسکتا ہے۔
لہذا ہم لوگوں کے لئے یہ لازم اور ضروری ہے کہ برابر اور سلسلہ یہ دعا
پڑھتے رہیں۔ خدا کی بارگاہ میں اس دعا والجھا اور استغاثہ کے ذریعہ حضرت
کے لئے بہترین عنایتوں کا مطالبہ کریں۔ اور حضرت کو زیادہ سے زیادہ خدا کی
حفظ و امان میں رہنے کی تمنا کریں اور حضرت کی بار سے اور ان پر درود وسلام
کے ذریعہ دل کوشاد اور روح کو آباد کریں۔

(۱) ۱۳۹۵ھ میں تہران کے ایک جلیل القدر عالم بے حضرت آئیۃ اللہ
اعظی اقبالی سید ابوالقاسم موسوی اخوی رضوان اللہ علیہ نے بحث اشرف میں
فرمایا تھا آج ۵۰ سال سے میں روزانہ بخچانہ نماز کے قوت میں یہ عظیم دعا
پڑھ رہا ہوں۔

ہماری دیکھ مطبوعات

- (۱) ہرسال محرم الحرام اور شعبان المظہم میں المنشظر کے دو حصی
نمبر شائع ہوتے ہیں۔
- (۲) اس کے علاوہ دین کے اہم موضوعات پر مشتمل مراسلات کو رسایہ
کا بھی سلسلہ ہے جو برابر لوگوں کی خدمت میں ارسال ہوتا ہے۔
ہر شمارے میں سوالتاہم ہوتا ہے جس کا پرکناد و سرے شمارے
حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔
- (۳) امید کا جالا۔ اردو، انگریزی، گجراتی۔
- (۴) نور کائنات۔ اردو
- (۵) دیدار نور۔ اردو، گجراتی
- (۶) تذکرہ مهدی درکتب اہل سنت (زیر طبع)
- (۷) Children Magazine

ایسوں ایشن آف امام مهدی علیہ السلام پوست بکس ۵۰۰ بھی

بار بار یہ دعا پڑھنے سے دل میں امام علیہ السلام کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔
خاندان عصمت دھماڑت سے قبیل کافوڑ بڑھتا جاتا ہے جس کی بنا پر دنیا میں اصل
لبنیں اور آخرت میں ابدی نجات فراہم ہوتی ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے یہ روایت نقل فرمائی ہے: «مَنْ أَحَبَّنَا فَلَقِّنَاهُ اللَّهَ وَقَدْ كُلِّ
إِيمَانِهِ وَحَسْنَ إِسْلَامِهِ قَدْ لَيَتُولَّ الْحُجَّةَ صَاحِبَ الْرَّوْحَانِ
الْمُنْتَظَرُ...» جو شخص خداوند عالم سے اس حال میں ملاقات کرنا چاہتا
ہے کہ اس کا ایمان کامل ہو اور اسلام بھر میں ہو اس کو چاہتے کہ حضرت
صحابت صاحب الزمان مهدی منتظر کو دوست رکھے۔

(محار ۲۶ ح ۱۲۵/۱۳۶)

ب : اس دعا کی تلاوت حضرت مهدی علیہ السلام کی باد کا سبب ہے
اور ہر زمانے کے مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے امام وقت کو برابر بیان کرئے
رہیں اور ایک لمبی بھی اپنے امام وقت کی باد سے غافل نہ ہوں۔ اس لئے اس دعا
کے ذریعہ ہم اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ بردا ہو سکتے ہیں۔ دعائے نذر ہمیں کچھ
اس طرح کے جملے نظر آتے ہیں۔ یعنی اسی آنٹ من مُعَيَّبِ لَمَيُؤْخَلِ
مِتَّا بِمَنْقِبِی آنٹ من تَنَازَّ حَمَانَّا۔ میں آپ پر قربان۔ آپ
نگاہوں سے ضرور غائب ہیں لیکن کوئی مجلس و محفل آپ کے ذکر سے خالی نہیں ہے
میں آپ پر فدا۔ آپ ہم سے دور ضرور ہیں لیکن آپ کی باد ہرگز ہم سے دور نہیں
ہے۔

ج : یہ دعا حضرت امام مهدی علیہ السلام کی صحبت وسلامت کی
دعائیں ہے۔ جو کہ دعا کی قبولیت، حالات کی تبدیلی، اور شرطی تقدیر بیان ہو جانا
خدا کے دست قدرتی میسا ہے۔ اس بنا پر اس طرح کی دعاؤں کے ذریعہ ہم

د لیل المنشظر

نمبر	موضوعات	صفحہ
۱	اسباب غیبت یا سنت الہیہ	۱
۲	حضرت مهدی کی حدادتی فتنی کے آئندے میں	۲
۳	نیابت امام کے جھوٹے دعویدار	۳
۴	کیا حضرت امام علیہ السلام کا ظہور ہو چکا؟	۴
۵	حضرت ولی عصر کیلئے دعا کیوں؟	۵
۶	شرح دعائے اللہ ہم کی لولیک...	۶

کہ گفتی پیمیں بزر حاش خبر	امام زمان مہدی منتظر
ثمر بخش اصحاب صدق و صفا	نہر الیست از گلشن اصطفا
شب قدر تاری گلسوی او	جهان روشن از لمعہ روی او
محیط علوم لدنی دلش	سر شته ز آب کرامت گلش
در آرد سر عاصیاں در کمند	چو سازد لواحی خلافت بلند
ز عدلش شود جمیلہ آفاق پُرم	مه رایستش ثالث ماہ خور
کندابن مریم بد و اقتدا	چو گردد مجسر دین مقندا

_____ مہدی منتظر امام زمان ہیں جن کے بارے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔
 _____ گلستانِ مصطفیٰ کے نہال ہیں اور صاحبان صدق و صفا کو فائدہ پہونچانے والے ہیں۔
 _____ انہی کی صنو سے دنیا روشن ہے شب قدر آپ کے گلسو کے ایک تاری عبارت ہے۔
 _____ آپ کا خمیسہ فضیلتوں کا مجموعہ اور آپ کا قلب علوم لدنی کا مرکز۔
 _____ جس وقت پرچم خلافت لہرائیں گے سارے گناہ کاروں کو اسیر کریں گے۔
 _____ ان کا پرچم چاند کی طرح چمک رہا ہے ان کے عدل سے ساری دنیا بھر جائے گی۔
 _____ جس وقت محراب عبادت میں کھڑے ہوں گے عیسیٰ ابن مریم ان کی اقتداریں گے۔

(از مؤلف روضۃ الصفا میر خواند کے نواسے جناب خواند میر (و۔ ۹۳۲)

مؤلف تاریخ حبیب السیر)

کہ بگذشت از حد غم انتظار
 عیال ساز رخسار چوں آفتاب
 نمایاں کن آثار مهر و وفا
 بیت داز بسیار اصنام را
 ز انصاف دور است اطوار دور
 که گردم ز الطاف تو سر بلند
 مبایی به الطاف خاص امام
 بعزم محبان ایں حکاندان
 بر دیان گل مرحمت از گلم

بیال سے امام ہدایت شعار
 ز روئے ہمابول بر افکن نقاب
 بر دل آمی امن نزل اخلاق
 بر افسرا ز ارکان اسلام را
 جہاں پُرسند از شیوه ظلم و جور
 نظر کن به حال من مستمند
 بودایں امید کہ باشتم مدام
 الہی بحق امام زمان
 کہ توفیق گردال رفق دلم

— اے ہدایت شعار امام آجھی جائیے تاکہ انتظار کی حدیں تسام ہوں۔

— اپنے چہرہ اوز سے نقاب اُلیٰ اور اپنے آفتاہی رخسار کو ظاہر فرمائیے۔

— غیرت کدہ سے اب تشریف لائیے محبت و رحمت کو عالم فرمائیے۔

— اسلامی ارکان کو مستحکم فرمائیے بسیار اصنام کو مستزل فرمائیے۔

— دنیا ظلم و جور سے بھر چکی ہے۔ پچھے پچھے عدل والنصاف سے خالی ہے۔

— مجھ نیکیں و ناقچاں پر نظر کرم فرمائیے تاکہ آپ کی عنایتوں سے سر بلند ہو جاؤں۔

— میری ایہ امید ہے کہ ہمیشہ آپ کی عنایتوں پر فخر و مبارکات کرتا رہوں۔

— خدا یا امام زمانہ کا واسطہ اور اہل بیت کے چاہنے والوں کی عزت کا واسطہ

— مجھے وہ توفیق عطا ہو کہ میری حنک سے بھول کھلنے لگیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے
اپنے فرزند حضرت ولی عصر علیہ السلام سے فرمایا

وَأَعْلَمُ أَن قُلُوبَ أَهْلِ الطَّاعَةِ
وَأَلِخُلَاصِ نُرَزَّعٌ إِيَّاكَ
مِثْنُ الطَّيْرِ إِلَى أَوْكَارِهَا

یقیناً صاجمان اطاعت و خلوص کے دل تمہاری طف اس طرح شوق سے
کھنختے ہیں جس طرح پرندے اپنے آشیانوں کی طرف۔

(شیخ صدوق کمال الدین ص ۲۷۸)

ابی سوی الشیخ اف امام احمدی پوسٹ بکر ۶۵۰ میتوں